عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ

ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY **KHATM-E-NUBUWWAT** KARACHI PAKISTAN

جلد: ۴۳ | ۲۲ تا ۲۸ شوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق یکم تا ۷ مئی ۲۰۲۴ء | شمارہ: ۱۷

حب نبوی

سرمایۂ ایمان

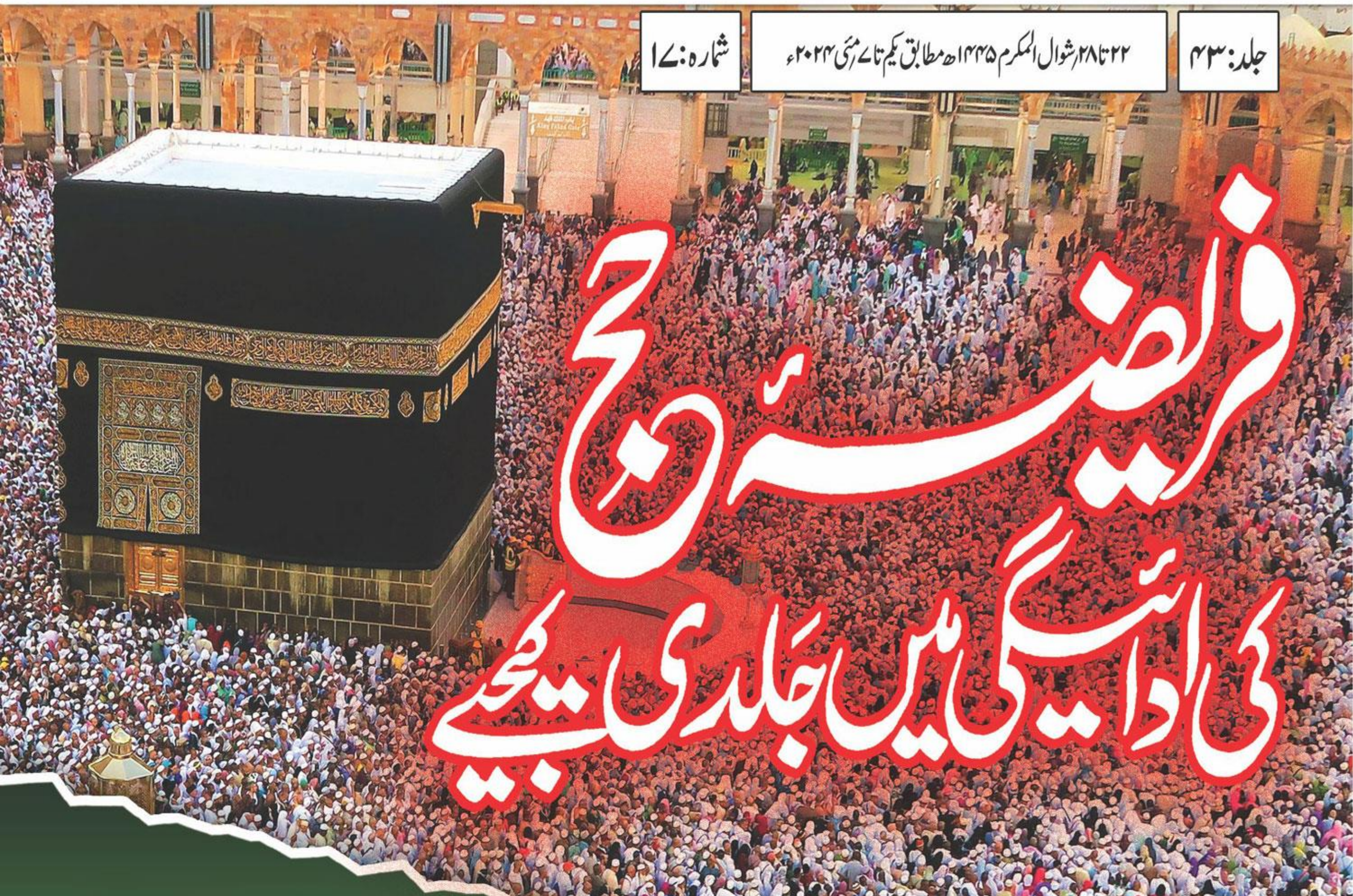

فریضۂ حج کی ادائیگی میں جلدی کیجیے

حسن معاملات کی اہمیت

Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.info
http://www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatm-e-nubuwwat.org
Email: editorkn@yahoo.com

مسجد کی آمدنی کسی اور مصرف میں استعمال کرنا

س:....جناب محترم! آپ سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے کہ کسی مسجد کی اپنی اتنی آمدنی (کرایہ) ہے کہ وہ اپنے تمام اخراجات اپنی مسجد کے کرائے سے ہی پورے کرتے ہیں، اس میں کسی کمیٹی کے ممبر یا اہل محلہ شامل نہیں ہیں، اب کیونکہ رمضان میں تراویح کے لئے ختم قرآن کے لئے جو مٹھائی وغیرہ آتی ہے وہ بھی ہمیشہ مسجد کے کرائے سے ہی آتی ہے، اس میں بھی کسی اہل محلہ یا کمیٹی کا کوئی ممبر شامل نہیں ہے تو کیا اس سال مٹھائی کی تقسیم کو روک کر فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کی مدد کے لئے یہ رقم بھیج سکتے ہیں یا نہیں؟ کیونکہ ہمارے مٹھائی کھانے یا نہ کھانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا، فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کو اس سے کھانا ضرور مل جائے گا۔

ج:.... صورت مسؤلہ میں مسجد کی آمدنی کو سوائے مسجد کی ضروریات کے کسی اور مد میں یا کسی اور مصرف میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔لہٰذا تراویح میں ختم قرآن کے موقع پر مٹھائی تقسیم کرنا شرعاً ضروری نہیں اور نہ ہی یہ مسجد کی ضروریات میں سے ہے، اسی طرح اہلِ فلسطین کی مدد کے لئے مسجد کی رقم دینا بھی جائز نہیں ہے۔مسجد کی آمدنی کو اب تک جو مٹھائی کی تقسیم کے لئے استعمال کیا گیا ہے، اس پر انتظامیہ کو توبہ واستغفار کرنا چاہئے اور اب تک اس مد میں جتنی رقم خرچ کی گئی ہے اتنی رقم مسجد کو واپس کرنا واجب ہے۔جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”رجل جمع مالاً من الناس لینفقه فی بناء المسجد فانفق من تلک الدراهم فی حاجته...... لایسعه ان یفعل ذلک فان فعل...... الضمان واجب۔“ (عالمگیری ص:۴۸۰، ج:۲، طبع بلوچستان)

سفر میں تراویح پڑھنے کا حکم

س:....تین دن کے لئے کراچی سے لاہور جانے والے کے لئے فرض نماز قصر کرنے کا حکم ہے تو تراویح کے بارے میں کیا حکم ہے؟ کیا یہ بھی پڑھنا ضروری ہوگی؟

ج:....قصر کا حکم صرف فرض نمازوں میں ہوتا ہے، یعنی چار رکعت والی نماز قصر کی وجہ سے دو ہو جاتی ہے، سنتوں میں قصر نہیں۔لہٰذا اگر کسی جگہ قیام کرلیا ہو تو سنتیں پڑھنی چاہئیں یہی حکم تراویح کا بھی ہے، ہاں دوران سفر چونکہ قابل اطمینان حالت نہیں ہوتی تو صرف فرضوں پر اکتفا کرنا درست ہے۔

آرام دہ سفر میں روزہ چھوڑنا

س:....کیا رمضان میں سفر کی وجہ سے روزہ چھوڑنا صحیح ہے؟ بغیر کسی عذر کے اور سفر بھی مشقت والا نہ ہو، جیسے جہاز سے سفر کرنا، اگر کوئی پھر بھی روزہ نہ رکھے تو کیا حکم ہے؟

ج:....ایسا سفر جس میں نماز قصر کرنے کا حکم ہے، اس میں روزہ چھوڑنے کی بھی اجازت ہے، ایسا کرنے سے کسی طرح کا گناہ نہیں۔سفر چاہے آرام دہ ہو یا مشقت والا ہو، لیکن اگر سفر آرام دہ ہو تو روزہ رکھ لینا ہی بہتر اور افضل ہے۔واللہ اعلم بالصواب۔

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

جلد:۴۳ ۲۲ تا ۲۸ رشوال المکرم ۱۴۴۵ھ مطابق یکم تا ۷ رمئی ۲۰۲۴ء شمارہ:۱۷

مجلس ادارت

صاحبزادہ مولانا عزیز احمد، علامہ احمد میاں حمادی،
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد

سرپرست

حضرت مولانا حافظ ناصر الدین خاکوانی مدظلہ
مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا اللہ وسایا

مدیر

مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ

معاون مدیر

عبداللطیف طاہر

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میؤ ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

تزئین وآرائش:

محمد ارشد خرم، محمد فیصل عرفان خان

بیاد

امیر شریعت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سیّد محمد یوسف بنوریؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
حضرت مولانا سیّد انور حسین نفیس الحسینیؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
شہید ناموس رسالت مولانا سعید احمد جلال پوریؒ

اس شمارے میں!

حضرت مولانا عزیز احمد مدظلہ کا خطاب	۵	محمد اعجاز مصطفیٰ
فریضۂ حج کی ادائیگی میں جلدی کیجئے!	۸	مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی
حُسنِ معاملات کی اہمیت	۱۰	مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ
حجِ بیت اللہ کی فضیلت واہمیت	۱۴	ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی
حُبِ نبوی..... سرمایۂ ایمان	۱۷	مولانا خالد سیف اللہ رحمانی
اسمارٹ فون... دورِ حاضر کا عظیم فتنہ(۷)	۲۰	حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ
دعوتی وتبلیغی اسفار	۲۴	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی

زرِ تعاون

امریکا، کینیڈا، آسٹریلیا: ۱۰۰ ڈالر، یورپ، افریقا: ۸۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرقی وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۷۰ ڈالر
فی شمارہ: ۲۵ روپے، ششماہی: ۷۰۰ روپے، سالانہ: ۱۲۰۰ روپے

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۳۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۳۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:32780337, Fax:32780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۰۶۱-۴۷۸۳۴۸۶
Hazori Bagh Road Multan
Ph:061-4783486

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سیّد شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

دورِ نبوت کے تاریخ وار حالات وواقعات

عہدِ نبوت کے ماہ وسال

تالیف: علامہ مخدوم محمد ہاشم سندھی ٹھٹھوی رحمۃ اللہ علیہ
ترجمہ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

قسط:۷۷ فصل:... اہجری کے واقعات

۱۵:.... **مدینہ میں داخلے کی تاریخ:**.... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قباء سے مدینہ کی طرف جمعہ کے دن ۲۳/ربیع الاوّل کو، یا دُوسری روایت کے مطابق ۱۶/ربیع الاوّل کو، روانہ ہوئے، راستے میں بنوسالم بن عوف کی بستی میں جمعہ پڑھنے کے بعد (اسی دن) مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے، جیسا کہ پہلے بھی گزر چکا ہے۔

۱۶:.... **مدینہ طیبہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال:**.... اسی سال کا واقعہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واردِ مدینہ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی میں مدینہ طیبہ کے مرد، عورتیں اور بچے بچیاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لئے نکل پڑیں، اور پردہ نشین خواتین مکانوں کی چھتوں پر چڑھ گئیں، بنونجار کی کمسن بچیاں یہ شعر پڑھ رہی تھیں:

نَحْنُ جَوَارٍ مِّنْ بَنِی النَّجَّارِ فَیَاحَبَّذَا مُحَمَّدٌ مِنْ جَارٍ

طَلَعَ الْبَدْرُ عَلَیْنَا مِنْ ثَنِیَّاتِ الْوَدَاعِ

وَجَبَ الشُّکْرُ عَلَیْنَا مَا دَعٰی لِلّٰہِ دَاعٍ

ترجمہ:.... ”ہم بنونجار کی لڑکیاں ہیں، واہ خوب! محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے ہمسائے ہوں گے، ہم پر ثنیات الوداع سے ماہِ کامل کا طلوع ہوا، ہم پر اس نعمت کا شکر واجب ہے، جب تک کہ کوئی پکارنے والا اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہے۔“

اور رزین کی روایت میں اس شعر کا اضافہ ہے:

أَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا أَیُّھَا الْمَبْعُوْثُ فِیْنَا

ترجمہ:.... ”اے وہ ذاتِ گرامی جس کو (نبی بنا کر) ہم میں بھیجا گیا ہے! آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا حکم لے کر آئے ہیں جس کی ہر حال میں اطاعت کی جائے گی۔“

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یہ اَشعار غزوۂ تبوک سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی واپسی کے موقع پر پڑھے گئے ہیں، ان دونوں اقوال کو اس طرح جمع کیا جاسکتا ہے کہ دونوں موقعوں پر پڑھے گئے ہوں گے۔ (جاری ہے)

اداریہ

محمد اعجاز مصطفیٰ

فتنۂ قادیانیت کی سنگینی کو سمجھیے!

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للّٰہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا عزیز احمد مدظلہ نے سالِ رواں نور نگ میں ''تحفظ ختم نبوت کانفرنس'' سے اہم خطاب فرمایا، جس میں آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی تاریخ، اس جماعت کے قیام کی ضرورت واہمیت اور مبلغین وکارکنان کی ذمہ داریوں اور قادیانی فتنے کی سنگینی پر روشنی ڈالی، آپ کی یہ قیمتی باتیں کسی قدر حک واضافہ کے بعد افادۂ عام کی غرض سے نذرِ قارئین کی جارہی ہیں:

''ہماری جماعت کا نام ہے: ''عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت'' جس وقت اس جماعت کی بنیاد رکھی گئی تو اس وقت دو جماعتوں کی بنیاد یکے بعد دیگرے رکھی گئی تھی ۔ امام الاولیاء حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، حضرت مولانا عبداللہؒ خانقاہ سراجیہ والے، حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، دین پور شریف کی خانقاہ والے حضرات، امروٹ شریف خانقاہ والے حضرات، اس طرح اور بھی سندھ کی خانقاہیں تھیں، خیبر پختون خوا کے حضرت مولانا شمس الحق افغانیؒ اور ان کے ہم اثر جو تھے: ان اکابر نے مل کر ان دو جماعتوں کا احیاء کیا اور بنیاد رکھی۔

ان جماعتوں کے احیاء اور بنیاد رکھنے کی وجہ یہ تھی کہ ۱۹۴۷ء میں ہندوستان تقسیم ہوا اور ملک پاکستان معرضِ وجود میں آیا، اس وقت یہاں کی صورتِ حال یہ تھی کہ مسلم لیگ اقتدار میں تھی، اور تقسیم سے پہلے جمعیت علمائے ہند کا موقف مسلم لیگ کے خلاف تھا، دوسری جماعت مجلس احرارِ اسلام تھی، جو پنجاب میں سیاست کررہی تھی، دو محاذوں پر ان کی جدوجہد تھی، ایک: ردِّ قادیانیت ان کا کام تھا، دوسرا: پنجاب میں انتخابی سیاست کررہے تھے۔ پنجاب میں احرار بھی مسلم لیگ کے خلاف تھی، ہمارے بزرگوں کی بڑی جماعت جمعیت علمائے ہند تھی اور دوسرے نمبر پہ جماعت احرار تھی، جب پاکستان بن گیا اور یہاں پہ مقتدرہ قوت مسلم لیگ تھی تو پرانی تلخیوں کی بنا پر معاندانہ رویہ سامنے آرہا تھا، ہمارے بزرگوں نے بیٹھ کر مشورہ کیا کہ چوں کہ اب پاکستان بن گیا ہے اور جمعیت علمائے ہند کے نام سے یہاں کام کرنا ممکن نہیں ہے، لہٰذا ہم اپنی سیاسی قوت کو قائم رکھنے کے لیے ایک نئی جماعت کی بنیاد رکھیں، اس کا نام رکھا گیا: ''جمعیت علمائے اسلام'' اب اُس کا کام یہ تھا کہ پاکستان بنانے میں اختلاف رائے اور مسلم لیگ کی مخالفت کو انہوں نے اپنی پالیسی سے نکال دیا، انہوں نے کہا کہ پاکستان بن گیا ہے تو اب اس کی حفاظت اور اس کی تعمیر وترقی ہمارا بھی فرض ہے اور ہم اس میں اپنا مثبت کردار ادا کریں گے اور یہ ہمارا سیاسی اسٹیج ہوگا، اب سیاسی اسٹیج کے اپنے تقاضے اور مصلحتیں ہوتی ہیں۔

دوسری طرف یہ ہوا کہ مسلم لیگ نے پاکستان قائم ہوتے ہی جو حکومت سنبھالی تو اُنہوں نے اپنی کابینہ میں سر ظفر اللہ کو بطور وزیر شامل کرلیا، سر ظفر اللہ

پکا نسلی قادیانی تھا، اُس نے پر پُرزے نکالے اور وہ جتنا عرصہ وزیر خارجہ رہا اتنا نقصان اس نے پہنچایا کہ جس کی تلافی آج تک نہیں ہو پا رہی ہے، ان میں سے سب سے بڑا نقصان ایک یہ تھا کہ پاکستان نوزائیدہ مملکت تھی اور بیرونی دنیا میں دوسرے ملکوں میں اس کے سفارت خانے نئے نئے قائم ہو رہے تھے، جہاں سفارت خانہ قائم ہوتا ہے، اس کو حکومت کی طرف سے کچھ سہولتیں ملتی ہیں، زمین ملتی ہے، مختلف امور رہائش، اسکول وغیرہ بنانے کے لیے، تو جہاں جہاں سفارت خانے قائم ہو رہے تھے، وہاں یہ مراعات بھی مل رہی تھی، یہ چونکہ وزیر خارجہ تھا تو وہ تمام مراعات وصول کر کے قادیانیوں کے حوالے کر دیتا، اس وقت جتنے سفارت خانے بنے ہیں، اس کے جتنے بھی زمین کے ٹکڑے ملے ہیں، وہ سب کے سب اس نے قادیانیوں کے سپرد کیے ہیں، آج ہم کہتے ہیں نا کہ پوری دنیا میں قادیانیت پھیلی ہوئی ہے اور وہ اتنا کام کر رہے ہیں، اتنی محنت کر رہے ہیں تو اس کے پیچھے یہی وجہ ہے کہ اُس وزیر خارجہ نے ان کی کوشش اور محنت کے بغیر مملکت پاکستان کی چیزیں قادیانیوں کے حوالے کر دیں، قادیانی وہاں جا کر آباد ہو گئے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ مملکت پاکستان کی ملکیت پر غاصبانہ قبضہ ہے۔ یہ ایک مثال ہے، اس قسم کی بہت سی چیزیں ہیں جس کی وجہ سے یہ ضرورت پیش آئی کہ اس فتنے کی سرکوبی کے لیے، اس کا راستہ روکنے کے لیے، اپنے ملک اور قوم کو اس فتنے سے بچانے کے لیے ہمیں ایک مستقل جماعت چاہیے، جس کا صرف اور صرف ایک ہی ایجنڈا اور منشور ہو اور اس کی ایک ہی غرض وغایت ہو کہ قادیانیت کا تعاقب کرنا ہے اور اس کا مقابلہ کر کے اِس کے عزائم کو کامیاب نہیں ہونے دینا۔

اب یہ ایک جماعت وجود میں آئی، اس کا ایک اسٹیج بنا، اب اس اسٹیج کے تقاضے اور مصلحتیں بالکل مختلف تھیں، جو جمعیت علماء اسلام کے اسٹیج کے تقاضوں اور مصلحتوں سے بالکل جدا تھیں، لہٰذا اگر کوئی یہ کہے کہ ایک ہی جماعت کافی ہے کہ وہ پاکستان میں سیاسیات کا میدان بھی سنبھالے گی اور ردّ قادیانیت کا محاذ بھی دیکھے گی تو اس اشتراک سے ان کا کام بھی متاثر ہوگا جو سیاسی میدان میں کام کریں گے کہ ان پر مذہب کی چھاپ لگے گی، اور ان کا کام بھی متاثر ہوگا جنہوں نے ردّ قادیانیت کے اسٹیج پہ کام کرنا ہے کہ اِن پر سیاست کی چھاپ لگے گی، لہٰذا ہمارے بزرگوں نے دو جماعتیں بنائیں، دونوں جماعتیں اچھے طریقے سے کماحقہ چلیں، اور الحمدللہ! اب تک چل رہی ہیں۔

ہمیں جو تربیت دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی بات سمجھ آئے یا نہ آئے لیکن اپنے اکابر پر اعتماد کرنا ہے اور ان کی بات پر یقین رکھنا ہے۔ ہمارے اکابر نے جو فیصلہ کیا اس کو تو سو سال بھی نہیں ہوئے، ۷۵ سال بھی نہیں ہوئے، بہت تھوڑا عرصہ ہوا ہے کہ انہوں نے استخارہ واستشارہ اور اپنی ایمانی بصیرت کے بعد ایک قدم اٹھایا، فیصلہ کیا اور پھر اس کو نافذ العمل کر دیا۔ ہماری سوچ جتنی بھی بڑی ہو جائے، ہمارے بڑوں اور ہمارے اکابر کی سوچ سے آگے نہیں جا سکتی، جب انہوں نے یہ فیصلہ کر لیا تو ہم اپنی رائے اور تجویز کی قربانی دیں اور اپنے اکابر کے فیصلے پر قائم رہیں۔ اکابر پر اعتماد کا تقاضا یہ ہے کہ ہم ان باتوں کی طرف بالکل توجہ نہ کریں۔ جمعیت علمائے اسلام ہمارے بزرگوں کی قائم کی ہوئی جماعت ہے، ہماری اپنی جماعت ہے، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بھی اُنہی بزرگوں کی قائم کی ہوئی جماعت ہے، البتہ دونوں کے اسٹیج کے تقاضے الگ الگ ہیں۔

جس وقت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بنی اور اس کا منشور اور دستور بنا تو عالمی مجلس میں شامل ہونے کے لیے صرف ایک شرط تھی کہ جو بھی آدمی عاقل بالغ مسلمان ہوگا وہ عالمی مجلس کا رکن بن سکتا ہے، اِس کا مطلب یہ ہوا کہ عاقل بالغ دیوبندی ہے تو وہ بھی اِس کا رکن بن سکتا ہے، عاقل بالغ کسی بھی مسلک کا ہے تو وہ بھی اِس کا رکن بن سکتا ہے، شرط صرف مسلمان ہونے کی ہے، پھر چاہے وہ مسلم لیگی ہو، اُس کی سیاسی وابستگی عوامی نیشنل پارٹی کے ساتھ ہو، اُس کا تعلق پیپلز پارٹی سے ہو، یا وہ پی ٹی آئی کا کارکن ہو، وہ بھی اس کا رکن بن سکتا ہے، کیونکہ اس جماعت کا تعلق صرف اور صرف مسلمانوں سے ہے، اُن کی مسلکی وسیاسی وابستگیوں سے اِس کا کوئی تعلق اور دلچسپی نہیں ہے، کیوں کہ ہمارے اکابر نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ وعدہ کر کے اس جماعت کو قائم کیا ہے کہ ہم مسلمانوں کے ایمان کی حفاظت کریں گے، اب ایک مسلمان پیپلز پارٹی میں ہے تو کیا اُس کے ایمان کی حفاظت ہمارے ذمہ نہیں ہے؟ اگر اُس

سے سیاسی وابستگی کی بنیاد پر دوری اختیار کریں گے تو ہمارے اکابر نے ہمارے ذمہ جو کام لگایا تھا، وہ نہیں کر پائیں گے۔ اسی طرح دوسری سیاسی جماعتیں ہیں کہ اُن سے بھی ہم دوری اختیار نہیں کر سکتے۔ ہمارا جو ایک نکاتی ایجنڈا ہے ہم نے صرف اسی پر توجہ دینی ہے، اپنے آپ کو دیگر مسئلوں میں الجھانا نہیں ہے، نہ مسلکی تقسیم میں خود کو الجھانا ہے، نہ سیاسی تقسیم میں خود کو الجھانا ہے۔ عالمی مجلس میں جو لوگ کارکن کی حیثیت سے کام کر رہے ہیں ان کو اس بات کا سمجھنا بہت ضروری ہے۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کاوشوں سے ۱۹۷۴ء میں قادیانی آئینی طور پر غیر مسلم قرار پائے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ قادیانی دائرہ اسلام سے خارج ہیں، کافر ہیں، مرتد ہیں۔ تو ہمیں کہا جاتا ہے کہ یہ مولویوں والی بات ہے، اور مولوی تو ایک دوسرے پر کفر کے فتوے لگاتے رہتے ہیں، دیوبندی بریلویوں کو اچھا نہیں سمجھتے، بریلوی اہل حدیث کو اچھا نہیں سمجھتے، شیعہ سنی ایک دوسرے پر چڑھ دوڑتے ہیں وغیرہ وغیرہ، یہ ان کی عادت ہے، اسی طرح یہ قادیانیوں پر بھی فتویٰ لگاتے ہیں۔ اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ بالکل ٹھیک ہے! ہم مان لیتے ہیں کہ یہ مولویوں کا مسئلہ ہے، آپ کے ایمان کی حفاظت کرنا بالکل مولوی کا کام ہے، عقیدے اور دین کے لحاظ سے آپ کو صحیح اور غلط بتانا یقیناً مولوی کا کام ہے، ایمان کے ڈاکو جتنے روپ بھی دھار کے آتے ہیں ان کو پہچان کر آپ کو باخبر کرنا مولوی کا کام ہے، اور یہ کام ہم کر رہے ہیں، اس سے غافل نہیں ہیں۔ لیکن جب قومی اسمبلی نے ۱۹۷۴ء میں اس فتنے کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا تو اب یہ صرف مولوی کا مسئلہ نہیں رہا۔ اب یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ مولویوں کا مسئلہ ہے اور مولوی ایسے کرتے ہی رہتے ہیں، ان کی یہ عادت ہے۔ اب یہ آئین پاکستان کا مسئلہ ہے۔ جس وقت پارلیمان میں یہ فیصلہ ہو رہا تھا اس میں چار، پانچ، چھ یا سات مولوی تھے، باقی ڈھائی سو اراکین مولوی نہیں تھے، اُن میں قوم پرست، کیمونسٹ، سوشلسٹ وغیرہ وغیرہ مختلف ذہنیت اور مختلف جماعتوں کے لوگ تھے، جب اسمبلی کا فیصلہ ہو گیا تو یہ مولوی کا مسئلہ نہیں رہا، یہ آئین کا مسئلہ بن گیا۔ اُس کے بعد اس پر پاکستان کی عدالتوں نے فیصلے دیے، وہ فیصلے جب قادیانیت کے خلاف آگئے تو قادیانیت مولوی کا مسئلہ نہیں رہا۔

اسی طرح قادیانی جب اپنے عقائد بیان کرتے ہیں تو اُس میں وہ یہ بات بھی کہتے ہیں کہ ہم پاکستان کو نہیں مانتے، ہم متحدہ ہندستان کو مانتے ہیں، جس کے لیے وہ ایک لفظ استعمال کرتے ہیں: اکھنڈ بھارت، کہ ہمارا قادیان اُدھر ہے، ہم یہاں بطور مسافر کے ہیں، نہ ہم اِس کے آئین کو مانتے ہیں نہ ہم اِس کے قانون کو مانتے ہیں اور نہ ہم اِس کی سرحدوں کو مانتے ہیں۔ اور انتہا یہ ہے کہ قیامِ پاکستان سے لے کر جتنے قادیانی واصل جہنم ہوئے ہیں اُن کی یہاں انہوں نے جو قبریں بنائی ہیں اُن میں ایک بھی مردہ ایسا نہیں جس کو بطور امانت دفن نہ کیا گیا ہو، اُن کا ماننا یہ ہے کہ پاکستان ایک دن ختم ہوگا اور متحدہ ہندستان بن جائے گا تو ہم اپنے مردوں کو نکال کر قادیان کی زمین پر جا کر دفن کریں گے۔ لہٰذا اب یہ مولوی کا مسئلہ نہیں رہا، مملکت پاکستان کا مسئلہ بن گیا۔ قادیانی جب آئین کو نہیں مانتے، ۱۹۷۴ء کی ترمیم کو نہیں مانتے تو یہ آئین کے غدار ہیں۔ جب یہ پاکستان کے نظام انصاف کو نہیں مانتے تو یہ توہین عدالت کے مرتکب ہیں۔ جب یہ پاکستان کی سرحدوں کو نہیں مانتے تو سرحدوں کی حفاظت کرنے والوں کو بھی نہیں مانتے، چنانچہ بدیہی بات ہے کہ یہ پاکستان کی افواج کو بھی نہیں مانتے۔ اب جو طبقہ آئین پاکستان کو نہ مانے، پاکستان کے عدالتی نظام کو نہ مانے، اس خطے کو اپنا وطن نہ مانے، اس کی حدودِ اربعہ کو نہ مانے، اس کی سرحد کو اپنی سرحد نہ مانے اور اس کی حفاظت کرنے والوں کو نہ مانے تو یہ مولوی کا مسئلہ ہے یا مملکت خداداد پاکستان کا مسئلہ ہے؟ یہ مملکت کے سب سے بڑے غدار ہیں، سب سے زیادہ خطرناک یہ ہیں، لہٰذا اب یہ صرف عقیدے کا مسئلہ نہیں ہے۔ جب عقیدہ کا مسئلہ تھا تب مولویوں کا مسئلہ تھا، اب یہ جتنا مولوی کا مسئلہ ہے اُتنا ہی حکومت پاکستان کا مسئلہ ہے، چیف جسٹس آف پاکستان کا مسئلہ ہے، فوج کے سربراہ کا مسئلہ ہے۔ چناں چہ ہمارے اداروں کو اس فتنے کی سنگینی کو سمجھنا چاہیے۔“

اللہ تعالیٰ ہمارے ملک پاکستان کی اس فتنے سے حفاظت فرمائے اور ہمیں دین اسلام اور وطن عزیز پاکستان کے دفاع کے لیے اپنی صلاحیتیں وقف کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین!

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

فریضۂ حج کی ادائیگی میں جلدی کیجئے

مفتی محمد ثناء الہدیٰ قاسمی

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، ایمان لانا، اور ایمان کے بعد نماز پڑھنا، روزہ رکھنا، بعض شرائط وقیود کے ساتھ سب پر فرض ہے، مرد ہو یا عورت، جوان ہو یا بوڑھا، فقیر ہو یا مالدار، سب ایک صف میں ہیں، چونکہ یہ کام سب کر سکتے ہیں، بعض مخصوص حالات میں جو لوگ نہیں ادا کر سکتے ہیں ان کو چھوٹ دی گئی ہے یا اعذار ختم ہونے کے بعد ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے، زکوٰۃ اور حج سب پر فرض نہیں کیا گیا ہے، کیونکہ ان کا تعلق مال سے ہے، اور سب مال والے نہیں ہیں، پھر جن کے پاس مال ہے، اس کے اوپر زکوٰۃ فرض کرنے کے لیے نصاب کی شرط لگائی گئی اور حج فرض کرنے کے لیے مالداری کے ساتھ استطاعت کی قید لگائی گئی، اس لیے کہ حج میں سفر کرنا بھی ہوتا ہے اور مال بھی خرچ کرنا، اب اگر آدمی بیمار ہے، تندرست نہیں ہے تو خود سفر نہیں کر سکتا یا قید میں ہے تو سفر کی اجازت ہی نہیں۔ تندرست وتوانا اور آزاد ہے لیکن راستہ پُرامن نہیں ہے۔ عورت کے ساتھ کوئی محرم جانے والا نہیں ہے یا عورت عدت میں ہے، تو بھی سفر ممکن نہیں اس لیے اس پر حج فرض نہیں، سب کچھ موجود ہے، سفر خرچ اور واپسی تک بال بچوں کے نفقہ کی صورت نہیں بنی تو بھی حج کرنا ممکن نہیں اور اللہ رب العزت اپنے فضل سے بندوں پر اسی قدر فرض کرتا ہے جس کی ادائیگی پر وہ قدرت رکھتا ہو، اب قدرت وطاقت، صحت، مال و دولت اور ہر قسم کی مطلوبہ استطاعت ہو تو اللہ اپنے گھر کی طرف بلاتا ہے، سب کچھ اللہ ہی کا دیا ہوا ہے، ایسے میں وہ یوں ہی بلالے کچھ نہ دے اور کوئی وعدہ نہ کرے تب بھی سر کے بل جانا چاہیے، دوڑنا چاہیے، لیکن یہ اللہ رب العزت کا کتنا بڑا فضل اور کرم ہے کہ سب کچھ دے کر کہتا ہے کہ آ میرے گھر، احرام باندھو، طواف کرو، سعی کرو، حجر اسود کا استلام کرو، رکن یمانی کو چھوو، زمزم پیو، صفا ومروہ کی سعی کرو، عرفہ، مزدلفہ میں وقوف کرو، منیٰ میں رات گزارو، شیطان کو کنکری مارو، قربانی کرو، ہم اس کے بدلے تمہیں جنت دیں گے، وہ جنت جس کے لیے تم پوری زندگی ہماری عبادت کرتے رہتے ہو، اس پوری زندگی کا مطلوب صرف ایک حج مقبول میں تمہیں دیں گے، تم نے اس سفر میں کوئی غلط کام نہیں کیا، جھگڑا نہیں کیا، شہوانی خواہشات سے مغلوب نہیں ہوئے تو ایسے پاک صاف ہو کر گھر لوٹو گے جیسے آج ہی تم معصوم ماں کے پیٹ سے پیدا ہوئے ہو، اس کے علاوہ اور بھی انعامات تمہیں ملیں گے، تمہارے اندر دنیا سے بے توجہی پیدا ہو جائے گی، آخرت کی فکر اور رغبت تمہاری زندگی کا حصہ بن جائے گی، تم نے جو مال خرچ کر دیا وہ تمہارے لیے فقر وفاقہ کا باعث نہیں بنے گا بلکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے تمہیں اور دے گا، غنی بنادے گا، اتنا دے گا کہ بے نیاز ہو جاؤ گے، تمہیں ہر قسم کی عصبیت اور امتیاز کی بیماری سے پاک کر دے گا، ریا، نمود ونمائش کا جذبہ ختم ہو جائے گا، اللہ تعالیٰ کے اس اعلان فضل ونعمت کے بعد بھی دوسرے ارکان کی ادائیگی کی طرح حج میں جانے میں کوئی کوتاہی کرتا ہے تو یہ بڑی محرومی اور بدبختی کی بات ہے، یقیناً حج زندگی میں ایک بار فرض ہے، لیکن فرض ہونے کے بعد ساقط نہیں ہوتا ہے اور کیا معلوم اگلی زندگی کیسی ہوگی، ابھی اللہ کے انعام کی قدر نہیں کی اور بعد میں مال ہی جاتا رہا یا صحت ہی باقی نہ رہی تو یہ فرض رہ جائے گا، اس لیے انتظار کرنا کہ ملازمت سے سبکدوش ہو جائیں تب اللہ کے بلاوے پر لبیک کہیں گے اور سب گناہ سے رک جائیں گے، یہ شیطان کا بہلاوا ہے کہیں اس کے پہلے ہی بلاوا آ گیا اور کون جانتا ہے کہ کب بلاوا آئے گا، مرنے کی کوئی عمر نہیں ہوتی اور کوئی نہیں جانتا کہ کب اور کس وقت ملک الموت اپنا کام کر جائیں گے اس لیے جو زندگی دی گئی ہے اور جو مال ودولت، صحت وعافیت فراہم ہے، اس کی قدر کرنی چاہئے اور بلا تاخیر اللہ تعالیٰ کے اس بلاوے پر دوڑ جانا چاہیے، ہمارے بعض بھائی اس اہم رکن کی ادائیگی کو اس لیے ٹالتے ہیں کہ بچی کی شادی کرنی ہے، حج الگ فرض ہے اور بچی کی شادی الگ ذمہ داری ہے، خصوصاً اس شکل

میں جب کہ لڑکی ابھی سیانی نہیں ہوئی ہے، ذمہ داری ہی اس کام کی نہیں آئی، ایسے میں کہاں کی عقل مندی ہے کہ ایک فرض کو آئندہ والی ذمہ داری کے نام پر ٹالا جائے۔ یہی حال مکان کی تعمیر، زمین کی خریداری اور دوسرے گھریلو معاملات کا ہے، جن کے نام پر شیطان بہکا تا رہتا ہے، اور حج موخر ہوتا رہتا ہے، اور پھر وہ وقت بھی آجاتا ہے کہ ادائیگی کی شکل باقی نہیں رہتی۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کے پاس کوئی عذر نہ ہو، استطاعت بھی ہو، سخت حاجت بھی درپیش نہ ہو، ظالم بادشاہ اور مرض نے بھی نہ روکا ہو اور وہ مرگیا تو یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے، مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی پناہ کس قدر سخت وعید ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

حج کے سفر کی تیاری کا زمانہ آگیا ہے اللہ کے اس بلاوے پر دوڑنے کے لیے تیار ہوجائیے، جلد سے جلد پاسپورٹ بنوائیے، نیت کو خالص کیجیے، گناہوں سے توبہ کیجیے، اگر والدین آپ کی خدمت کے محتاج ہوں تو ان سے بھی اجازت لیجیے، امانت ووصیت سے فارغ ہولیجیے، حقوق کی ادائیگی پر توجہ دیجیے، اچھے رفیق سفر کا انتخاب کیجیے، حج کے مسائل سیکھیے، حج کمیٹی والے تربیتی کیمپ لگواتے ہیں، اس کی حاضری کو یقینی بنائیے کہ یہ بھی حج کے مسائل سیکھنے کا اچھا ذریعہ ہے، حج کے فارم بھریئے، جلدی کیجیے، صحت و دولت کو غنیمت جانیئے، دوڑیئے، تیزی دکھائیے، اپنے ساتھ اپنے دوستوں کو بھی تیار کیجیے، آپ کی رفیق حیات دکھ سکھ میں آپ کے ساتھ رہتی ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی حج فرض کیا ہے اور نہ بھی کیا ہو اور استطاعت ہو تو ضرور لے جائیے، اس لیے کہ وہ اپنے سفر میں محرم رفیق سفر کی محتاج ہوتی ہیں اور خدا معلوم آئندہ انہیں کوئی محرم ملے یا نہ ملے، اس لیے حق رفاقت کا تقاضا ہے کہ اللہ کی بندیوں کو بھی اس سفر میں ساتھ لیجیے، تاکہ وہ بھی اللہ تعالیٰ کے انعامات و اکرام سے فائدہ اٹھا سکیں، ائمہ حضرات مساجد کے منبر و محراب سے بھی اسلام کے اس اہم رکن کی ادائیگی کے لیے ترغیب دیں، تاکہ مسلمانوں میں جو سستی پائی جاتی ہے وہ دور ہو۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بھلائی کی طرف رہنمائی کرنے والا بھی اس خیر کے کرنے والے کی طرح ہے یعنی وہ بھی ثواب میں برابر کا شریک ہوگا۔ اس لیے اس پیغام کو ہر سطح پر عام کیجیے اور اجر کے مستحق ہوجائیے، نسخہ آسان بھی ہے اور قابل عمل بھی ہے۔ ☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنما مولانا احمد میاں حمادی کا انتقال محاذ ختم نبوت کا بہت بڑا نقصان ہے

کراچی (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رہنما مولانا احمد میاں حمادی کا انتقال دینی حلقوں کے لیے بہت بڑا خلا ہے۔ آپ نے اپنی زندگی تحفظ ختم نبوت، دفاع ناموس رسالت اور قادیانی فتنے کے تعاقب کے لیے وقف کردی تھی، خصوصاً گوہر شاہی فتنے کو جس طرح لگام ڈالی وہ آپ کا طرۂ امتیاز ہے۔ آپ اپنے سینے میں امت کے لیے بے چین دل رکھتے تھے، صبح و شام اہلِ ایمان کے لیے فکر مند رہتے تھے اور اپنی تمام تر توانائیاں ایمان کش فتنوں کی سرکوبی میں صرف کردیتے تھے۔ آپ نے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے پلیٹ فارم سے سندھ بھر میں قادیانی فتنے کا بھرپور مقابلہ کیا اور عدالتی و قانونی محاذ پر بارہا اسے شکست فاش دی۔ امام مہدی ہونے کے جھوٹے دعوے ریاض احمد گوہر شاہی کو آپ ہی نے بے نقاب کیا اور قانونی جنگ لڑ کر اسے شکست سے دوچار کیا۔ آپ کی خدمات کبھی فراموش نہیں کی جاسکتیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ حضرت مولانا سیّد سلیمان یوسف بنوری، امیرِ مجلس کراچی مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ، مرکزی مبلغ مولانا قاضی احسان احمد، مبلغینِ کراچی مولانا عبدالحیٔ مطمئن، مولانا محمد اسحاق مصطفیٰ، مولانا محمد قاسم، مولانا محمد عبداللہ، مولانا محمد عادل غنی، کارکنانِ کراچی دفتر عبداللطیف طاہر، سیّد انوار الحسن، محمد انور رانا و دیگر مولانا حمادی کے وصال پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے لواحقین سے تعزیت کرتے ہیں اور دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے، ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے، لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے، آمین!

حسنِ معاملات کی اہمیت

حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ

یہ حقیقت ہے کہ اسلام میں بنی نوع انسان کی بہتری کے لئے جو راستہ دکھایا گیا ہے اس کی تاکید کسی اور مذہب میں کم ہی ملتی ہے۔ان تعلیمات کا بنیادی مقصد باہمی محبت اور مودّت میں اضافہ کرنا مقصود ہے تاکہ ایسا معاشرہ تشکیل پا سکے جس میں ہر طرف احساس اور ہمدردی کے پھول کھلیں۔

چھوٹی چھوٹی باتوں پہ دھیان دینے سے ہی معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بنتا ہے نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"جو آدمی غصے کو پی جاتا ہے اور غصہ کرنے پر قادر بھی ہوتا ہے خدا اُس کے دل کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔"(سنن ابی داؤد)

اس میں جہاں زندگی کے بڑے پہلو شامل ہیں وہیں چھوٹے چھوٹے معاملات کو بھی مدنظر رکھا گیا ہے۔درحقیقت ان چھوٹی چھوٹی باتوں پہ دھیان دینے سے ہی معاشرہ امن و سلامتی کا گہوارہ بنتا ہے۔آئیں انہی معاملات پہ بات کرتے ہیں۔

سفارش کرنا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"عمدہ ترین صدقہ سفارش کرنا ہے جس سے کوئی قیدی قید سے چھوٹ جائے یا کسی آدمی کا خون معاف ہوجائے یا کسی کے ساتھ بھلائی کی جائے یا کسی کی تکلیف رفع کی جائے۔"(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

ہر تکلیف پر اجر ملتا ہے:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"جب تم میں سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچے تو اسے چاہیے کہ وہ یہ کہے"اناللہ وانا الیہ راجعون"یا اللہ میں اس تکلیف پر ثواب کا طلب گار ہوں۔مجھے اس پر اجر عطا فرمائیے اور اس کی جگہ مجھے کوئی اس سے بہتر چیز عطا فرمائیے۔"

(ابوداؤد باب الاسترجاع)

نیز حدیث میں ہے کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے سامنے چراغ گل ہوگیا تو آپ ﷺ نے اس پر بھی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔

نماز جنازہ کا ثواب:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"جو شخص کسی جنازے پر نماز پڑھے اس کو ایک قیراط ملے گا اور جو اس کے پیچھے جائے یہاں تک کہ اس کی تدفین مکمل ہوجائے تو اس کو دو قیراط ملیں گے جن میں سے ایک احد کے پہاڑ کے برابر ہوگا۔"

تعزیت و تسلی:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"جو شخص کسی مصیبت زدہ کی تعزیت (تسلی) کرے اُسے اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا اس مصیبت زدہ کو اس مصیبت پر ملتا ہے۔"

(جامع ترمذی کتاب الجنائز حدیث 1073)

سایہ ملنا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ارشاد فرمائیں گے کہ میری عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج جبکہ میرے سائے کے سوا کسی کا سایہ نہیں ہے۔میں ایسے لوگوں کو اپنے سائے میں رکھوں گا۔"(صحیح مسلم کتاب البر والصلہ)

نور کے منبروں کا ملنا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"اللہ تعالیٰ کی عظمت کی خاطر آپس میں محبت کرنے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے اور لوگ ان پر رشک کریں گے۔"

(جامع ترمذی۔کتاب الزہد)

قابل رشک مرتبہ والے لوگ:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:"دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جو نہ تو پیغمبر ہیں نہ شہید ہیں مگر قیامت کے دن پیغمبر اور شہید ان کے مرتبے دیکھ کر رشک کریں گے اور وہ نورانی منبروں پر ممتاز حالت میں بیٹھے ہوں گے۔یہ وہ لوگ ہیں جو بندوں کے دل میں خدا کی محبت پیدا کرتے ہیں اور خدا ان کے دل میں ان کی محبت ڈالتے ہیں۔اور دنیا میں نصیحت کرتے پھرتے ہیں۔جب یہ الفاظ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمائے تو لوگوں نے پوچھا کہ وہ خدا کے بندوں

کی محبت خدا کے دل میں کیسے ڈالتے ہیں؟ تو سرور کائنات ﷺ نے فرمایا:''وہ لوگوں کو ان باتوں سے منع کرتے ہیں جن کو اللہ ناپسند کرتا ہے۔ پھر جب لوگ ان کا کہا مان لیتے ہیں اور ان کے کہنے پر عمل کرتے ہیں تو خدا ان سے محبت کرتا ہے۔''

مظلوم کی مدد کا انعام:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا''جو آدمی مظلوم کے ساتھ اس غرض سے جاتا ہے کہ اس کے حق کو ثابت اور مضبوط کرے، خدا اس کے قدموں کو اس دن مضبوط رکھے گا جب لوگوں کے قدم ڈگمگاتے ہوں گے۔''(رواہ ابوالشیخ وابونعیمؒ)

سب سے معزز آدمی:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''خدا کے نزدیک سب سے زیادہ اس آدمی کی عزت ہے جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو۔''

غصے پر صبر:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''جو آدمی غصے کو پی جاتا ہے اور غصہ کرنے پر قادر بھی ہوتا ہے خدا اُس کے دل کو ایمان سے بھر دیتا ہے۔''

(سنن ابی داؤد)

ایمان کا لطف:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''انسان خالص ایمان کا مزا نہیں پاتا جب تک کہ وہ ٹھٹھول کرنے، جھوٹ بولنے اور باوجود حق دار ہونے کے جھگڑا کرنے کو ترک نہ کرے۔''

(داؤد ابن عدی فی الکامل)

اعلیٰ درجے کا مسلمان:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ''مسلمانوں میں اعلیٰ درجے کا وہ ہے جو آسانی کے ساتھ بیچتا اور آسانی کے ساتھ خریدتا اور ہر معاملہ کو آسانی کے ساتھ چکا دیتا ہے۔''

(طبرانی فی الاوسط)

ہمسائے کا خیال:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''یہ بات قیامت تک نہیں ہوسکتی کہ کوئی آدمی مسلمان ہو اور اس کا ہمسایہ اس سے تکلیف پاتا ہو۔''

(مسند الفردوس للدیلمی)

سب سے عمدہ نیکی:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''نیکی کے کاموں میں خدا کے نزدیک سب سے اچھا کام اس شخص کا ہے جو بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے۔ مفلسوں کا قرض ادا کرتا اور مصیبت زدوں کی تکلیف رفع کرتا ہے۔''(الطبرانی)

مسلمان کو ملنے جانا:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''ایک مسلمان جو دوسرے مسلمان کے پاس ملنے کے لئے جاتا ہے، اس کو بہ نسبت اس دوسرے مسلمان کے زیادہ ثواب دیا جائے گا۔''

(رواہ الدیلمی فی الفردوس)

تین طرح کے ہمسائے:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ہمسائے تین طرح کے ہیں۔ ان میں سے ایک ہمسایہ کا حق تو بس ایک ہی ہے اور وہ مشرک ہمسایہ ہے۔ ایک ہمسائے کے دو حق ہیں اور وہ مسلمان ہمسایہ ہے۔ ایک حق اس کے ہمسایہ ہونے کا ہے اور دوسرا حق مسلمان ہونے کا۔ ایک ہمسایہ کے تین حق ہیں اور وہ مسلمان رشتہ دار ہمسایہ ہے۔ ایک حق اس کے ہمسایہ ہونے کا ہے۔ دوسرا حق رشتہ دار ہونے کا ہے اور تیسرا حق مسلمان ہونے کا۔''(رواہ البزار وابونعیم فی الحلیہ)

ہمسائے کے حقوق:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:''ہمسائے کا حق یہ ہے کہ اگر وہ بیمار ہو جائے تو اس کی مزاج پرسی کرو، اگر وہ مرجائے تو اس کے جنازہ کے ساتھ جاؤ۔ گر وہ ادھار مانگے تو اس کو قرض دو۔ اگر وہ ننگا ہو تو اس کو کپڑے پہناؤ۔ اگر کوئی خوشی اس کو حاصل ہو تو اس کو مبارکباد دو۔ اگر کوئی مصیبت اس پر طاری ہو تو اس کو تسلی دو اور اپنے مکان کو اس کے مکان سے اونچا نہ کرو تا کہ وہ ہَوا سے محروم نہ رہے اور اپنے چولہے کے دھوئیں سے اس کو ایذا نہ پہنچاؤ۔''(رواہ الطبرانی فی الکبیر)

علماء کرام کا احترام:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''مسلمانو! عالموں کی تعظیم کیا کرو۔ کیونکہ وہ پیغمبروں کے وارث ہیں۔ جو کوئی بھی ان کی تعظیم کرتا ہے وہ خدا اور رسول کی تعظیم کرتا ہے۔''

(رواہ الخطیب)

سلام کرنا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''تم اس وقت تک جنت میں نہیں جاسکتے جب تک مومن نہ ہو اور اس وقت تک مومن نہیں ہوسکتے جب تک آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ ہو اور کیا میں تمہیں ایک ایسا طریقہ نہ بتاؤں کہ اس پر عمل کرنے سے تم میں باہمی محبت پیدا ہو؟ (وہ طریقہ یہ ہے کہ) تم ایک دوسرے کو سلام واضح طریقے سے کیا کرو۔''(مسلم)

سلام کرنے کا ضابطہ:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:''سوار پیدل کو سلام کرے، چلنے والے بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑی

جماعت بڑی جماعت کو۔" (بخاری،مسلم،مشکوٰۃ)

ایک مقام پر آپ ﷺ نے فرمایا:

"چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔" (بخاری،مشکوٰۃ)

سلام کی ابتدا کرنے والا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "اللہ سے قریب ترین شخص وہ ہے جو سلام کی ابتدا کرے۔" (احمد،ترمذی،مشکوٰۃ)

گھر والوں کو سلام کرنا:

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب تم کسی گھر میں داخل ہوں تو اس کے باشندوں کو سلام کرو اور جب وہاں سے جانے لگو تو ان کو سلام کر کے رخصت کرو۔" (بیہقی،مشکوٰۃ)

مصافحہ:

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جب بھی دو مسلمان آپس میں ملاقات کرتے اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان کے جدا ہونے سے پہلے ان کے (صغیرہ گناہوں) کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔" (احمد،ترمذی،مشکوٰۃ)

عیادت کرنا:

رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "بیمار کی مکمل عیادت یہ ہے کہ تم اس کی پیشانی پر یا ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھو اور اس سے پوچھو کہ وہ کیسا ہے؟ اور آپس میں ملتے وقت مکمل تحیہ یہ ہے کہ مصافحہ بھی کرو۔" (مشکوٰۃ)

بیٹھنے سے پہلے اجازت:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "دو آدمیوں کے درمیان ان سے اجازت لئے بغیر مت بیٹھو۔" (ترمذی،ابوداؤد،مشکوٰۃ)

مسلمان کے لئے جگہ بنانا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مسلمان کا یہ حق ہے کہ جب اس کا بھائی اسے دیکھے تو اس کی خاطر اپنی جگہ سے (کچھ) حرکت کرے۔" (بیہقی،مشکوٰۃ)

چھینک کا جواب:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "چھینک والے کو تین مرتبہ (یرحمکم اللہ کہہ کر) جواب دے دو، لیکن اسے اس سے زیادہ چھینکیں آتی ہیں تو چاہے جواب دے دو چاہے نہ دو۔" (ابوداؤد،ترمذی،مشکوٰۃ)

جمائی:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس کسی کو جمائی آئے تو وہ اپنا ہاتھ منہ پر رکھ لے۔" (مسلم،مشکوٰۃ)

گالی نہ دو:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "مسلمان کو گالی دینا گناہ ہے اور اس کے ساتھ قتال کفر ہے۔" (متفق علیہ،مشکوٰۃ)

لعنت نہ کرو:

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "کسی سچے مسلمان کے شایان شان نہیں کہ وہ دوسروں پر لعنت کرتا پھرے۔" (مسلم،مشکوٰۃ)

لوگوں کو تباہ کہنے والا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جو شخص (اپنے آپ کو پاک وصاف سمجھتے ہوئے) یہ کہے

کہ لوگ تباہ ہوگئے (یعنی اعمال بد میں مبتلا ہیں) تو وہ شخص ان عام لوگوں سے زیادہ تباہ حال ہے۔‘‘(مسلم،مشکوٰۃ)

دوُرخا آدمی:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’قیامت کے روز بدترین شخص وہ دوُرخا آدمی ہوگا جو ان کے پاس ایک روپ میں آئے اور ان کے پاس دوسرے روپ میں۔‘‘(بخاری مسلم مشکوٰۃ)

جھوٹ کہہ کر ہنسانے والا:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’افسوس ہے اس شخص پر جو جھوٹی باتیں کرے تا کہ لوگ ہنسیں، افسوس ہے اس پر، افسوس ہے اس پر۔‘‘(مشکوٰۃ)

نقل نہ اتارو:

نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ’’مجھے پسند نہیں ہے کہ میں کسی کی نقل اُتاروں،خواہ مجھے اس کے بدلے میں کچھ ہی کیوں نہ مل جائے۔‘‘(مشکوٰۃ)

لوگوں پر رحم کرو:

نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ’’رحمٰن رحم کرنے والوں پر رحم کرتا ہے، زمین والوں پر رحم کرو، آسمان والاتم پر رحم کرے گا۔‘‘

(ترمذی،ابوداؤد،جمع الفوائد)

محبت کی اطلاع:

نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ’’جب کسی شخص کو اپنے کسی بھائی سے محبت ہوجائے تو اسے چاہئے کہ اسے بتادے کہ میں تم سے محبت کرتا ہوں۔‘‘(ابوداؤد،ترمذی،جمع الفوائد)

محبت میں اعتدال:

نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ’’جس سے محبت ہو اس سے محبت اعتدال کے ساتھ کرو، ہوسکتا ہے کہ وہ کسی دن تمہارا مبغوض بن جائے اور جس سے تمہیں بغض اور نفرت ہو۔اس سے نفرت بھی اعتدال کے ساتھ کرو۔ ہوسکتا ہے کہ وہ کسی دن تمہارا محبوب بن جائے۔‘‘(ترمذی،جمع الفوائد)

خوش اخلاقی ونرمی:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’مسلمانوں میں مکمل ترین ایمان اس شخص کا ہے جو زیادہ خوش اخلاق ہو، وہ اپنے گھر والوں کے ساتھی زیادہ نرمی اور مہربانی کا معاملہ کرتا ہو۔‘‘

(ترمذی،جمع الفوائد)

مثالی ہمدردی:

نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ’’باہمی دوستی اور ایک دوسرے پر رحم و شفقت میں مسلمانوں کی مثال ایک جسم کی سی ہے جب اس کے کسی عضو کو کوئی تکلیف ہو تو پورا جسم اس کی خاطر بخار اور بیداری میں مبتلا ہوجاتا ہے۔‘‘

(بخاری،مسلم،جمع الفوائد)

ہر حال میں مدد کرنا:

نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ’’اپنے بھائی کی مدد کرو، وہ ظالم ہو تب بھی اور مظلوم ہو تب بھی۔‘‘ ایک شخص نے پوچھا: یارسول اللہ! مظلوم کی مدد کروں گا لیکن ظالم کی مدد کیسے کروں؟ اس پر آپ ﷺ فرمایا: ’اسے ظلم سے روکو، یہی اس کی مدد‘ ہے۔‘‘(بخاری،ترمذی،جمع الفوائد)

بھائی کی آبرو بچانا:

نبی کریم ﷺ نے ارشادفرمایا: ’’جو شخص اپنے بھائی کی آبرو کا دفاع کرے، اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کے چہرے سے آگ دور رکھے گا۔‘‘(ترمذی جمع الفوائد)

☆☆ .... ☆☆

کیا قانون کا غلط استعمال اسے ختم کردینے کا جواز بنتا ہے؟

مذہب، مذہبی شخصیات و مقامات اور مذہبی اقدار و روایات کی توہین کو جرم تسلیم کرنے کی بجائے آزادیٔ رائے کی علامت قرار دیا جارہا ہے اور اقوام متحدہ کے متعلقہ شعبہ کی طرف سے پاکستان سے باقاعدہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ توہینِ مذہب کے قوانین کو ختم کردیا جائے۔

یہ سوال اپنی جگہ مستقل ہے کہ اگر عام انسان کی توہین جرم ہے اور کسی بھی ملک کے عام شہری کی توہین جرم ہے تو مذہبی شخصیات کی توہین کیوں جرم نہیں؟ مگر اس سے ہٹ کر بعض حضرات کی طرف سے یہ کہا جارہا ہے کہ چونکہ اس قانون کا غلط استعمال بھی ہوجاتا ہے اس لیے اسے ختم کردینا چاہیے۔ یہی بات مغرب کی طرف سے خود مذہب کے بارے میں کہی جاتی ہے کہ چونکہ بعض لوگ مذہب کا غلط استعمال کرتے ہیں اس لیے مذہب کے معاشرتی کردار کو ختم کردینا چاہیے۔

سوال یہ ہے کہ اگر کسی قانون کا غلط استعمال اسے ختم کردینے کی دلیل یا جواز ہے تو پاکستان میں دیگر بہت سے قوانین کی طرح اقدامِ قتل سے متعلق دفعات ۳۰۲ اور ۳۰۷ کا بھی عام طور پر باہمی دشمنیوں میں غلط استعمال ہوتا ہے، تو کیا یہ قانون ختم کرکے قتل کو بھی جرائم کی فہرست سے نکال دینا چاہیے؟(ماخوذ ماہنامہ الشریعہ، اپریل ۲۰۲۴ء گوجرانوالہ) (حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ)

حجِ بیت اللہ کی فضیلت واہمیت

ڈاکٹر محمد نجیب قاسمی سنبھلی

اشہرِ حج یعنی حج کے ایام شروع ہوا چاہتے ہیں، دنیا کے کونے کونے سے ہزاروں عازمین حج، حج کا ترانہ یعنی لبیک پڑھتے ہوئے مکہ مکرمہ پہنچیں گے۔ جلد ہی لاکھوں حجاج کرام اسلام کے پانچویں اہم رکن کی ادائیگی کے لئے دنیاوی ظاہری زیب وزینت کو چھوڑ کر اللہ جل شانہ کے ساتھ والہانہ محبت میں مشاعر مقدسہ (منیٰ، عرفات اور مزدلفہ) پہنچ جائیں گے اور وہاں حضور اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے پر حج کی ادائیگی کر کے اپنا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عظیم قربانیوں کے ساتھ جوڑیں گے۔ حج کو اسی لئے عاشقانہ عبادت کہتے ہیں، کیونکہ حاجی کے ہر عمل سے وارفتگی اور دیوانگی ٹپکتی ہے۔ حج اس لحاظ سے بڑی نمایاں عبادت ہے کہ یہ بیک وقت روحانی، مالی اور بدنی تینوں پہلوؤں پر مشتمل ہے، یہ خصوصیت کسی دوسری عبادت کو حاصل نہیں ہے۔

حج کی فرضیت کے بعد ادائیگی میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے:

اس اہم عبادت کی خصوصی تاکید احادیث نبوی میں وارد ہوئی ہے اور اُن لوگوں کے لئے جن پر حج فرض ہو گیا ہے، لیکن دنیاوی اغراض یا سستی کی وجہ سے بلا شرعی مجبوری کے حج ادا نہیں کرتے، سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں، ان میں سے چند حسب ذیل ہیں: ”حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”فریضۂ حج ادا کرنے میں جلدی کرو، کیونکہ کسی کو نہیں معلوم کہ اسے کیا عذر پیش آجائے۔“ (مسند احمد)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو شخص حج کا ارادہ رکھتا ہے (یعنی جس پر حج فرض ہو گیا ہے) اسے جلدی کرنی چاہئے۔“ (سنن ابوداؤد)

حضرت ابوامامہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص کو کسی ضروری حاجت یا ظالم بادشاہ یا شدید مرض نے حج سے نہیں روکا اور اس نے حج نہیں کیا اور مر گیا تو وہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے۔ (الدارمی) (یعنی یہ شخص یہود ونصاریٰ کے مشابہ ہے)۔

حضرت عمر فاروقؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ کچھ آدمیوں کو شہر بھیج کر تحقیق کراؤں کہ جن لوگوں کو حج کی طاقت ہے اور انھوں نے حج نہیں کیا، تاکہ ان پر جزیہ مقرر کر دیا جائے۔ ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں، ایسے لوگ مسلمان نہیں ہیں۔ اسی طرح حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا: جس نے قدرت کے باوجود حج نہیں کیا، اس کے لئے برابر ہے کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا عیسائی ہو کر۔

حج کی اہمیت وفضیلت:

حج بیت اللہ کی خاص اہمیت اور متعدد فضائل احادیث نبوی میں وارد ہوئے ہیں: حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ سے عرض کیا گیا کہ کون سا عمل سب سے افضل ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر ایمان لانا۔ پھر عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔ پھر عرض کیا گیا کہ اس کے بعد کون سا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: حج مقبول۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے محض اللہ کی خوشنودی کے لئے حج کیا اور اس دوران کوئی بے ہودہ بات یا گناہ نہیں کیا تو وہ (پاک ہو کر) ایسا لوٹتا ہے جیسا ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے کے روز (پاک تھا)۔ (بخاری ومسلم)

حضرت ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک عمرہ دوسرے عمرے تک ان گناہوں کا کفارہ ہے جو دونوں عمروں کے درمیان سرزد ہوں اور حج مبرور کا بدلہ تو جنت ہی ہے۔ (بخاری ومسلم)

حضرت عمر فاروقؓ نبی اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: پے

درپے حج وعمرے کیا کرو۔ بے شک، یہ دونوں (حج وعمرہ) فقر یعنی غریبی اور گناہوں کو اس طرح دور کردیتے ہیں جس طرح بھٹی لوہے کے میل کچیل کو دور کردیتی ہے۔(ابن ماجہ)

حضرت عمرو بن عاصؓ کہتے ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: اپنا دایاں ہاتھ آگے کیجئے، تاکہ میں آپ ﷺ سے بیعت کروں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنا دایاں ہاتھ آگے کیا تو میں نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا، عمرو کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ! شرط رکھنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم کیا شرط رکھنا چاہتے ہو؟ میں نے عرض کیا (گزشتہ گناہوں کی مغفرت کی۔ تب آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے معلوم نہیں کہ اسلام (میں داخل ہونا) گزشتہ تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے، ہجرت گزشتہ تمام گناہوں کو مٹادیتی ہے اور حج گزشتہ تمام گناہوں کو مٹادیتا ہے۔(صحیح مسلم)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو حاجی سوار ہوکر حج کرتا ہے، اس کی سواری کے ہر قدم پر ستّر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو حج پیدل کرتا ہے، اس کے ہر قدم پر سات سو نیکیاں حرم کی نیکیوں میں سے لکھی جاتی ہیں۔ آپ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ حرم کی نیکیاں کتنی ہوتی ہیں، تو آپ ﷺ نے فرمایا: ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔(بزاز، کبیر، اوسط)

عورتوں کے لئے عمدہ ترین جہاد حج مبرور:

ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ﷺ! ہمیں معلوم ہے کہ جہاد سب سے افضل عمل ہے، کیا ہم جہاد نہ کریں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: نہیں (عورتوں کے لئے) عمدہ ترین جہاد حج مبرور ہے۔(صحیح بخاری)

ام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کیا عورتوں پر بھی جہاد (فرض) ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ان پر ایسا جہاد فرض ہے، جس میں خونریزی نہیں ہے اور وہ حج مبرور ہے۔(ابن ماجہ)

حجاج کرام اللہ کے مہمان ہیں اور ان کی دعائیں قبول کی جاتی ہیں: حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حج اور عمرہ کرنے والے اللہ کے مہمان ہیں۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ سے دعائیں کریں تو وہ قبول فرمائے گا، اگر وہ اس سے مغفرت طلب کریں تو اللہ ان کی مغفرت فرمائے گا۔(ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب کسی حج کرنے والے سے تمہاری ملاقات ہو تو اُس کے اپنے گھر میں پہنچنے سے پہلے اسے سلام کرو اور مصافحہ کرو اور اس سے اپنی مغفرت کی دعا کے لئے کہو، کیونکہ وہ اس حال میں ہے کہ اس کے گناہوں کی مغفرت ہوچکی ہے۔(مسند احمد)

حج کی نیکی لوگوں کو کھانا کھلانا، نرم گفتگو کرنا اور سلام کرنا:

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حج مبرور کا بدلہ جنت کے سوا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ حج کی نیکی کیا ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا: حج کی نیکی لوگوں کو کھانا کھلانا اور نرم گفتگو کرنا ہے۔(رواہ احمد والطبرانی فی الاوسط وابن خزیمۃ فی صحیحہ)

مسند احمد اور بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا: حج کی نیکی کھانا کھلانا اور لوگوں کو کثرت سے سلام کرنا ہے۔

حج وعمرہ میں خرچ کرنا اجروثواب کا باعث:

حضرت بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: حج میں خرچ کرنا جہاد میں خرچ کرنے کی طرح ہے، یعنی حج میں خرچ کرنے کا ثواب سات سو گنا تک بڑھایا جاتا ہے۔(مسند احمد)

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے عمرے کا ثواب تمہارے خرچ کے بقدر ہے یعنی جتنا زیادہ اس پر خرچ کیا جائے گا اتنا ہی ثواب ہوگا۔(الحاکم)

حج کا ترانہ لبیک:

حضرت سہل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب حاجی لبیک کہتا ہے تو اس کے ساتھ اس کے دائیں اور بائیں جانب جو پتھر، درخت اور ڈھیلے وغیرہ ہوتے ہیں وہ بھی لبیک کہتے ہیں اور اسی طرح زمین کی انتہا تک یہ سلسلہ چلتا رہتا ہے (یعنی ہر چیز ساتھ میں لبیک کہتی ہے)۔(ترمذی، ابن ماجہ)

بیت اللہ کا طواف:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ جل شانہ کی ایک سو بیس رحمتیں روزانہ اس گھر (خانہ کعبہ) پر نازل ہوتی ہیں جن میں سے ساٹھ طواف کرنے والوں پر، چالیس وہاں نماز پڑھنے والوں پر اور بیس خانہ کعبہ کو دیکھنے والوں پر۔(طبرانی)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے خانہ کعبہ کا طواف کیا اور دو رکعت ادا کیں گویا اس نے ایک غلام آزاد کیا۔ (ابن ماجہ)

حجر اسود، مقام ابراہیم اور رکن یمانی: حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حجر اسود اور مقام ابراہیم قیمتی پتھروں میں سے دو پتھر ہیں، اللہ تعالیٰ نے دونوں پتھروں کی روشنی ختم کردی ہے، اگر اللہ تعالیٰ ایسا نہ کرتا تو یہ دونوں پتھر مشرق اور مغرب کے درمیان ہر چیز کو روشن کر دیتے۔ (ابن خزیمہ)

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حجر اسود جنت سے اترا ہوا پتھر ہے جو کہ دودھ سے زیادہ سفید تھا، لیکن لوگوں کے گناہوں نے اسے سیاہ کردیا ہے۔ (ترمذی)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: حجر اسود کو اللہ جل شانہ قیامت کے دن ایسی حالت میں اٹھائے گا کہ اس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گا اور زبان ہوگی جن سے وہ بولے گا اور گواہی دے گا اُس شخص کے حق میں جس نے اُس کا حق کے ساتھ بوسا لیا ہو۔ (ترمذی، ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: ان دونوں پتھروں (حجر اسود اور رکن یمانی) کو چھونا گناہوں کو مٹاتا ہے۔ (ترمذی)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: رکن یمانی پر ستّر فرشتے مقرر ہیں، جو شخص وہاں جا کر دعا مانگے تو وہ سب فرشتے آمین کہتے ہیں۔ (یعنی یا اللہ! اس شخص کی دعا قبول فرما)۔ (ابن ماجہ)

حطیم؛ بیت اللہ کا حصہ:

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں کعبہ شریف میں داخل ہو کر نماز پڑھنا چاہتی تھی۔ رسول اللہ ﷺ میرا ہاتھ پکڑ کر حطیم میں لے گئے اور فرمایا: جب تم بیت اللہ (کعبہ) کے اندر نماز پڑھنا چاہو تو یہاں (حطیم میں) کھڑے ہو کر نماز پڑھ لو۔ یہ بھی بیت اللہ شریف کا حصہ ہے۔ تمہاری قوم نے بیت اللہ (کعبہ) کی تعمیر کے وقت (حلال کمائی میسر نہ ہونے کی وجہ سے) اسے (چھت کے بغیر) تھوڑا سا تعمیر کرادیا تھا۔ (نسائی)

آبِ زمزم:

حضرت جابرؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: زمزم کا پانی جس نیت سے پیا جائے، وہی فائدہ اس سے حاصل ہوتا ہے۔ (ابن ماجہ)

حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: روئے زمین پر سب سے بہتر پانی زمزم ہے جو بھوکے کے لئے کھانا اور بیمار کے لئے شفا ہے۔ (طبرانی)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زمزم کا پانی (مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ) لے جایا کرتی تھیں اور فرماتیں کہ رسول اللہ ﷺ بھی لے جایا کرتے تھے۔ (ترمذی)

عرفہ کا دن:

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: عرفہ کے دن کے علاوہ کوئی دن ایسا نہیں جس میں اللہ تعالیٰ کثرت سے بندوں کو جہنم سے نجات دیتے ہوں، اس دن اللہ تعالیٰ (اپنے بندوں کے) بہت زیادہ قریب ہوتے ہیں اور فرشتوں کے سامنے اُن (حاجیوں) کی وجہ سے فخر کرتے ہیں اور فرشتوں سے پوچھتے ہیں (ذرا بتاؤ تو) یہ لوگ مجھ سے کیا چاہتے ہیں۔ (صحیح مسلم)

حضرت طلحہؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: غزوۂ بدر کا دن تو مستثنیٰ ہے، اسے چھوڑ کر کوئی دن عرفہ کے دن کے علاوہ ایسا نہیں جس میں شیطان بہت ذلیل ہورہا ہو، بہت راندہ پھر رہا ہو، بہت حقیر ہورہا ہو، بہت زیادہ غصے میں پھر رہا ہو، یہ سب کچھ اس وجہ سے کہ وہ عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا کثرت سے نازل ہونا اور بندوں کے بڑے بڑے گناہوں کا معاف ہونا دیکھتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

حج یا عمرہ کے سفر میں انتقال:

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو شخص حج کے لیے جائے اور راستے میں انتقال کرجائے، اس کے لئے قیامت تک حج کا ثواب لکھا جائے گا اور جو شخص عمرہ کے لئے جائے اور راستے میں انتقال کرجائے تو اسے قیامت تک عمرہ کا ثواب ملتا رہے گا۔ (ابن ماجہ) اللہ تبارک وتعالیٰ تمام عازمین حج کے حج کو مقبول ومبرور بنائے۔ آمین۔

☆☆ .... ☆☆

حُبِّ نبوی..... سرمایۂ ایمان

مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقوق میں سے ایک اہم حق آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے، ایسی محبت جو تمام محبتوں سے فائق ہو، جو مؤمن کے رگ و ریشہ میں سمائی ہوئی ہو، خدا کے بعد اس درجہ کی محبت میں کوئی اور شریک نہ ہو، ایسی محبت جو اپنی ذات، اپنی اولاد اور اپنے ماں باپ سے بھی بڑھ کر ہو، جس میں وارفتگی، جاں نثاری، فدائیت اور خود سپردگی ہو، جس محبت کا سایہ محبوب کے تمام متعلقین تک وسیع ہو چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''کوئی شخص اس وقت صاحبِ ایمان نہیں ہوسکتا جب تک اس کے دل میں میری محبت اپنی ذات سے، اپنے ماں باپ اور اپنی اولاد سے اور تمام لوگوں سے بڑھ کر نہ ہوجائے۔''

صحابہ رضی اللہ عنہم نے واقعی حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی ہی محبت کر کے دکھائی، جو صرف زبان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی جان و اولاد کو قربان کرنے کا دعویٰ نہیں کرتے تھے؛ بلکہ عمل سے اس کا ثبوت بھی فراہم کرتے تھے اور اپنی جان اور اولاد کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر اس خوشی سے نچھاور کرتے تھے کہ گویا ان کی جان کی قیمت وصول ہوگئی۔

حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اہل مکہ کے ہاتھ آجاتے ہیں، بعض لوگ جن کے مورثِ اعلیٰ غزوۂ بدر میں مسلمانوں کے ہاتھ مارے گئے تھے، قصاص و انتقام کے طور پر انھیں خرید لیتے ہیں، پھر مکہ سے باہر ایک انبوہ کے ساتھ انھیں لے جایا جاتا ہے اور اذیت پہنچا پہنچا کر سولی پر چڑھایا جاتا ہے، عین اس وقت جب آزمائش کا یہ پہاڑ اس مردِ مومن کے اوپر ڈھایا جارہا تھا، پوچھا جاتا: کیا تمہیں یہ پسند نہیں ہے کہ آج تمہاری جگہ ''محمد'' (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوتے اور تم اس مصیبت سے بچ جاتے؟ حالانکہ ایسی مصیبت کے وقت میں دل کے اطمینان کے ساتھ زبان سے کلمۂ کفر ادا کر لینے کی بھی اجازت ہے، (الموسوعۃ الفقہیہ: ۶/۱۰۷، لفظ اکراہ) لیکن حضرت خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جذبۂ محبت پر قربان جایئے، کہ اس وقت بھی فرماتے ہیں: ''خدائے عظیم کی قسم! مجھے تو یہ بھی گوارا نہیں کہ اس تکلیف سے بچ جاؤں اور میرے آقا کے قدم مبارک میں ایک کانٹا بھی چبھے۔'' (البدایہ والنہایہ: ۴/۶۶)

حضرت زید بن دثنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ابوسفیان کی گرفت میں ہیں جو اس وقت تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے تھے۔ زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کی تیاری ہورہی ہے اور سر قلم کئے جانے کو چند لمحہ رہ گیا ہے، اتنے میں ابوسفیان نے استفسار کیا: اے زید! میں تم سے خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تمہیں یہ پسند نہیں، کہ اس وقت تمہارے بجائے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) یہاں ہوتے ہم ان کا سر کاٹ لئے ہوتے اور تم اپنے گھر میں آرام سے ہوتے، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عین تلوار کی چھاؤں میں فرمایا: ''مجھے تو یہ بھی پسند نہیں کہ اس وقت میں اس تکلیف سے بچ کر اپنے گھر میں رہوں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر میں رہتے ہوئے ایک کانٹا بھی چبھ جائے۔'' (البدایہ والنہایہ: ۴/۶۵)

غزوۂ بدر کے موقع سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مقابلہ میں خود ان کے

ABDULLAH SATTAR DINA
& Sons Jewellers
عبد اللہ ستار ڈینا اینڈ سنز جیولرز
Gold, Silvers, Sellers & Order Suppliers
Shop: 85, Kundan Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Phone :32514972, 32531133

صاحبزادے سامنے تھے، جو ابھی کفر کی حالت میں تھے، وقت گزرا، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایمان کی توفیق عطا فرمائی، پھر صاحبزادے نے عرض کیا: اباجان! غزوۂ بدر میں ایک وقت ایسا آیا کہ آپ میرے نرغہ میں آئے تھے، لیکن باپ کی محبت غالب آگئی، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: ’’لیکن اسلام وکفر کی اس جنگ میں اگر تم میرے نرغہ میں آگئے ہوتے تو میں تمہیں معاف نہیں کرتا۔‘‘

(دیکھئے: الاستیعاب، ذکر عبدالرحمٰن بن ابی بکر)

عبداللہ بن ابی خود منافق تھا، ان کے لڑکے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مخلص تھے، ان پر اپنے والد کا منافق ہونا بھی ظاہر تھا، مدینہ میں افواہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے نفاق کی وجہ سے ان کے قتل کا حکم دینے والے ہیں، جب حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو بارگاہِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے قتل کا حکم دینے والے ہیں، اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ منشاء ہو تو میں خود اپنے والد کا سر قلم کرکے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتا ہوں، گویا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اولاد اور والدین کی محبت پر غالب تھی، اور جو چیز آپ کو محبوب ہوتی وہ انھیں اپنی مرغوبات سے زیادہ عزیز ہوتیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کے تقاضا میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام متعلقین سے محبت ہو، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے محبت ہو، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ہو، یہ محبت کا فطری تقاضا ہے کہ جو چیز عزیز ہوتی ہے اس سے تعلق رکھنے والی ساری ہی چیزیں انسان کو عزیز ہوتی ہیں، اس لئے سلف صالحین اہل بیت سے بھی محبت رکھتے تھے اور صحابہ رضی اللہ عنہم سے بھی، اہل بیت سے محبت نہ ہو اور ان کی توقیر واحترام کا جذبہ نہ ہو تو یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کما حقہ محبت سے محرومی ہے؛ کیوں کہ اہل بیت کی محبت اس نسبت کی وجہ سے ہے جو انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل ہے اور ان کی محبت سے محروم ہونا اس نسبت کی ناقدری ہے، اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ رفقاء ہیں، جنھوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین کی سربلندی کے لئے اپنے جان و مال کی قربانی دی ہے، جن کو براہِ راست صحبت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض اُٹھانے کا موقع ملا ہے، جو بلاواسطہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پرداختہ اور تربیت یافتہ ہیں، ان سے بغض رکھنا یا ان کی تنقیص کرنا دراصل بالواسطہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تربیت پر حرف گیری کرنا ہے؛ اسی لئے اہل سنت والجماعت کا اتفاق ہے کہ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم قابل احترام اور قابل محبت ہیں اور یہ سب کے سب مسلمانوں کی آنکھوں کا نور اور دل کا سرور ہیں، بدقسمتی سے گذشتہ صدی میں برصغیر میں بعض ایسی تحریریں منظر عام پر آئیں، جن میں اہل بیت یا دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں بے توقیری اور بغض وکدورت کا رویہ اختیار کیا، ایسی باتوں کو قبول کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور تعظیم وتوقیر کے مغائر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلقین میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت بھی شامل ہے؛ کیوں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت نے اس اُمت کو ایک عالم گیر اور آفاقی خاندان بنادیا ہے، جیسے انسان کو باپ دادا کے رشتہ سے وجود میں آنے والے خاندان سے محبت ہوتی ہے، وہ ایک دوسرے کا خیرخواہ اور معاون ومددگار ہوتا ہے اور دشمنوں کے مقابلہ سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑا ہوجاتا ہے، اسی طرح پوری اُمت ایک خاندان کا درجہ رکھتی ہے، جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم لوگوں کے باپ کے درجہ میں ہوں اور جیسا کہ قرآن مجید کا ارشاد ہے کہ تمام اہل ایمان بھائی بھائی ہیں۔

افسوس کہ اُمت کے ایک وسیع خاندان ہونے کا تصور ہمارے ذہنوں سے نکل گیا اور مسلکوں، تنظیموں، جماعتوں، درسگاہوں، خانقاہی نسبتوں، علاقوں، زبانوں، پیشوں اور برادریوں کے دائرہ میں ہماری محبت سکڑ کررہ گئی ہے، ہم نے

ABS ESTD 1880 سو سال سے زائد بہترین خدمت
ABDULLAH Brothers Sonara
عبداللہ برادرز سونارا
Formerly: H. Elyas Sonara
Shop: NP 2/73, Bhangnari Street, Sarafa Bazar,
Mithader, Karachi. Ph:32546455, Cell: 0301-2352363

اس حقیقت کو بھلا دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی اُمت کے ایک ایک فرد سے محبت فرماتے تھے، نہ عرب وعجم کی تفریق تھی، نہ کالے گورے کی تمیز، نہ مہاجرین و انصار کی تفریق، نہ دولت مندوں اور غریبوں میں امتیاز، یہاں تک کہ اُمت کے کسی فرد سے گناہ کا ارتکاب ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو گناہ سے نفرت ضرور ہوتی؛ لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سینۂ مبارک اس گناہ گار اُمتی کی محبت سے بھی معمور ہوتا، اگر اس کے بارے میں کوئی شخص ناروا فقرہ کہہ دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سخت ناراض ہوتے۔ کاش! مسلمان اس حقیقت پر توجہ دیں، کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایک اُمت بنایا تھا، لیکن آج ہم نے اپنے درمیان فرقہ واریت اور گروہ بندی کی اتنی اونچی دیوار کھینچ لی ہے کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھنے سے بھی قاصر ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے تقاضوں میں یہ بات شامل ہے کہ ہمیں اس اُمت سے بھی محبت ہو، جس اُمت کی تشکیل آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے ہوئی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا ایک مظہر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں سے محبت ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسانیت کے لئے اسوہ اور نمونہ بنایا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا ہے، عبادت و بندگی، اخلاق وسلوک، خاندانی زندگی کے آداب، تجارت اور کسب معاش کے طریقے، حکومت اور ملکی نظم ونسق، جنگی مہمات، ازدواجی زندگی، اعزہ واقارب کے ساتھ برتاؤ، بڑوں اور چھوٹوں کے ساتھ رویہ، دشمنوں اور مخالفین کے ساتھ سلوک، سونے جاگنے، اُٹھنے بیٹھنے، کھانے پینے، سفر وحضر اور جلوت وخلوت، تعلیم وتعلم، عدل وقضاء اور احکام شرعیہ کی رہنمائی، غرض زندگی کے تمام شعبوں میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ موجود ومحفوظ ہے اور نشانِ راہ بن کر منزلِ مقصود کی طرف لے جاتا ہے، ان سنتوں کی محبت آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عین تقاضا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کو پامال کرنا اور نبی کی مرضیات کے مقابلہ اپنی خواہشات کو ترجیح دینا اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت کا دعویدار ہونا آگ اور پانی کو جمع کرنے کے مترادف ہے۔

اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار اُمت کو اپنی سنتوں کی طرف متوجہ فرمایا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: تم بہت سے اختلاف دیکھو گے؛ لیکن تمہارے لئے صحیح راہِ عمل یہ ہے جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں : ما أنا علیه و أصحابي۔ (ترمذی، ابواب الایمان، باب ماجاء فی افتراق ہذہ الامۃ، حدیث نمبر:۲۶۴۱)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید فرمائی کہ تم میرے اور خلفائے راشدین کے طریقہ پر قائم رہو، علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین۔ (ابوداؤد، باب فی لزوم السنۃ، حدیث نمبر:۴۶۰۷، ابن ماجہ، باب اتباع سنۃ الخلفاء الراشدین، حدیث نمبر:۴۲)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس نے میری مردہ ہوتی ہوئی سنت کو زندہ کیا، اس کے لئے سو شہیدوں کا اجر ہے۔ (حلیۃ للاولیاء وطبقات الاصفیاء الاصبہانی:۸/۲۰۰، عن ابی ہریرۃؓ)

پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت جزوِ ایمان ہے، یہ محبت ایسی ہے جو والدین اور اولاد سے بھی بڑھ کر ہے، اس محبت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی محبت بھی شامل ہیں اور اس کے بغیر محض زبان سے محبت کا دعویٰ کرنا کافی نہیں ہے! ☆☆☆

’’آخرت کا سفر بہت طویل ہے‘‘

حضرت اشتر نخعی رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ رات کے وقت امیر المومنین علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو وہ نماز میں مشغول تھے؛

اشتر رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے: امیر المومنین! دن کا روزہ، رات کا جاگنا اور ان کے مابین مشقت آمیز مصروفیات؟

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا:

’’آخرت کا سفر بہت طویل ہے تو ضروری ہے کہ سفر کا کچھ حصہ شب میں طے کر لیا جائے!!‘‘

(لطائف المعارف لابن رجب)

انتخاب: خورشید حسین قاسمی

دورِ حاضر کا عظیم فتنہ

اسمارٹ فون

قسط:۸

ازافادات:..... حضرت فیروز عبداللہ میمن مدظلہ

بے حیائی گناہوں کی دلدل ہے:
لٰہذا والدین سے گزارش کرتا ہوں کہ اللہ والوں سے اور علماء کرام سے مشورہ کرکے اپنا فرضِ منصبی سمجھیں، اس حدیث کی وعید سے اپنے آپ کو بچائیں، اپنی اولاد میں حیا کی بہت فکر کریں کیونکہ حضورِ اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

((اِنَّ لِکُلِّ دِیْنٍ خُلُقًا وَّ خُلُقُ الْاِسْلَامِ الْحَیَاءُ)) (مشکوٰۃ:(قدیمی)؛ باب الرفق والحیاء؛ص ۴۳۲)

ترجمہ: ہر دین کا ایک اخلاق ممتاز ہوتا ہے، اسلام کا ممتاز اخلاق شرم وحیا ہے۔

اور ایک طویل حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: جب اللہ کسی بندے کو ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اس سے حیا چھین لیتا ہے، جب اس کو شرم نہیں رہتی تو وہ لوگوں کی نظروں میں حقیر ومبغوض بن جاتا ہے، جب اس کی حالت اس نوبت کو پہنچ جاتی ہے تو پھر اس سے امانت کی صفت بھی چھین لی جاتی ہے۔ جب اس میں امانت داری نہیں رہتی تو وہ خیانت در خیانت میں مبتلا ہونے لگتا ہے، اس کے بعد اس سے صفتِ رحمت اُٹھالی جاتی ہے، پھر تو وہ پھٹکارا مارا مارا پھرتا ہے۔ جب تم اس کو اس طرح مارا مارا پھرتا دیکھو تو وہ وقت قریب آجاتا ہے کہ اب اس سے رشتۂ اسلام ہی چھین لیا جاتا ہے۔ (ابن ماجہ شریف (قدیمی): ص ۲۹۴)۔ جو لوگ ٹی وی، آلاتِ لہو ولعب، ڈش، بڑی بڑی اسکرین اپنی بیٹھک، اوطاق وغیرہ میں لگاتے ہیں، خود بھی برباد ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی اللہ سے غافل بلکہ نافرمان بنادیتے ہیں، ان کے لئے ایسی ذلت کی وعید ہے۔

آہ! مسلمان بھی دوزخ کا داعی بنا ہوا ہے:
آج کل کرکٹ میچ کے لئے پارک اور گراؤنڈ میں بڑی بڑی اسکرین لگتی ہیں جس پر میچ دکھایا جاتا ہے، عورتیں مرد مخلوط ہوتے ہیں اور بے حیائی کا بازار گرم رہتا ہے۔ زمانہ نبوت ﷺ میں لوگوں کو گناہوں کی طرف یہودی بلاتے تھے، آج مسلمان نیٹ کیبل پر گناہ کی دعوت دے رہے ہیں، مسلمان دوسرے مسلمان کو گندی فلمیں، گانے ڈاؤن لوڈ کرکے دیتا ہے اور گندی تصویریں واٹس ایپ پر بھیجتا ہے۔ میرے شیخ و مرشدؒ نے فرمایا کہ جس وقت قرآنِ پاک نازل ہو رہا تھا اس وقت بھی کفار گانے والی لڑکیوں کو گانے کے لئے خریدتے تھے اور کہتے تھے کہ دیکھو! جو محمد ﷺ قرآن سناتے ہیں، وہ مت سنو، وہاں کوئی مزہ نہیں ہے، وہاں تو دوزخ کا خوف اور جنت کی لالچ ہے، ہمارے پاس آؤ، یہاں جنت دوزخ کی کوئی بات ہی نہیں، بس مزے سے گانا سنو اور مفت میں شراب پیو۔

گندی فلموں کی تلاش:
صحابۂ کرامؓ کی شان میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهٗ (سورۃ الکہف: آیۃ ۲۸) ''صحابہ میری خوشنودی کو تلاش کررہے ہیں'' اور آج ہم موبائل اور نیٹ پر گندی فلمیں اور گندی سائٹس تلاش کرتے ہیں۔ دین پر چلنے کی فکر کرنے والے جوراتوں کی تنہائیوں میں اپنے رب تعالیٰ سے مناجات اور دعائیں کرتے تھے، اب وہ بوقتِ تہجد گندی فلمیں دیکھتے ہیں۔ ہم لوگوں کی تباہی پر شیطان خوب قہقہے لگا کر ہنستا ہے کہ میرے جال میں بڑی بڑی مچھلیاں آگئی ہیں، ایسے لوگ جنھوں نے دس، دس سال تقویٰ سے گزارے تھے لیکن موبائل اور نیٹ کے ہاتھ میں آتے ہی ان کے تقویٰ پر لقویٰ گرگیا اور گناہوں میں مبتلا ہوگئے۔

بے خطر گناہ:
پہلے سینما ہاؤس میں بظاہر دیندار حلیہ رکھنے والے لوگ جانے سے شرماتے تھے، ٹی وی، وی سی آر گھر میں لانے سے بے عزتی کے ڈر سے شرماتے تھے کہ بات پھیل جائے گی لیکن موبائل اور نیٹ پر تمام گناہ کرنے کے باوجود نہ تو عزت پر حرف آتا ہے نہ کسی کا خوف۔ آہ! مولانا رومیؒ بہت غم سے نصیحت فرماتے ہیں کہ اگر چگادڑ گٹر لائن میں پڑا ہو تو حیرت نہیں کیونکہ اس کا تو کام ہی یہی ہے لیکن بازِ شاہی کو کیا ہوا کہ وہ گٹر لائن میں

پڑا ہے؟ کافر اگر نیٹ، کیبل اور موبائل کی بدمعاشیاں کرے اورلڑکیوں کو پھنسائے تو حیرت کی بات نہیں لیکن آہ! مسلمان کو کیا ہو گیا کہ وہ گناہوں کی گٹر لائن میں چلا گیا۔

بے حیائی کی وجہ سے نئی نئی بیماریاں: موبائل جیسے آلات کی وجہ سے بے حیائی بہت عروج پر ہے، اس کی وجہ سے آئے روز نت نئی بیماریاں پیدا ہو رہی ہیں جیسے کورونا، ڈینگی، کینسر وغیرہ۔ حدیث شریف میں پہلے ہی اس سے خبردار کیا گیا ہے:

((لَمْ تَظْهَرِ الْفَاحِشَةُ فِيْ قَوْمٍ قَطُّ حَتّٰى يُعْلِنُوْا بِهَا اِلَّا فَشَا فِيْهِمُ الطَّاعُوْنُ وَالْاَوْجَاعُ الَّتِيْ لَمْ تَكُنْ مَضَتْ فِيْ اَسْلَافِهِمُ الَّذِيْنَ مَضَوْا))

(سنن ابن ماجۃ: (قدیمی)؛ کتاب الفتن؛ باب العقوبات؛ ص:۲۹۰)

ترجمہ: جب بھی کسی قوم میں بے حیائی (بدکاری وغیرہ) اعلانیہ ہونے لگتی ہے تو ان میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں جو اُن کے گزرے ہوئے لوگوں میں نہیں ہوتی تھیں۔ ایک اور حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ قربِ قیامت میں ہر گھر میں بدکار عورتیں ناچیں گی، ابتداء میں اس کا تصور بھی مشکل تھا کہ شرفاء کے گھر میں یہ بے حیائی کیسے ممکن ہے؟ لیکن ٹی وی نے یہ بھی کر دکھایا کہ فلموں اور ڈراموں سے یہ لعنت ہر گھر میں پہنچ گئی، اور موبائل نے تو انتہا ہی کر دی کہ بے حیائی کو جیب جیب میں پہنچا دیا۔

جنسی جرائم اور اس کے اسباب: ماہنامہ البلاغ دسمبر ۲۰۲۰ء کے اداریہ میں ایک اخبار کے سروے کے حوالے سے لکھا ہے کہ رواں سال کے پہلے چھ ماہ میں ۱۴۸۹ بچوں کو جنسی تشدد کا نشانہ بنایا گیا۔ گھر کے ماحول میں بچوں کی اخلاقی اور دینی تربیت کی طرف والدین کی توجہ نہیں، یہی معصوم بچے بڑے ہو کر وہ سب کچھ کرتے ہیں جو بچپن میں دیکھتے ہیں۔ بالعموم گھر میں ٹی وی پر بچے ہر طرح کی خبریں، ڈرامے اور فلمیں دیکھتے ہیں، اسمارٹ فون پر بھی یہ سب کچھ اور مزید غلیظ تر مواد میسر ہے جو تقریباً ہر نوجوان کے پاس ہوتا ہے۔ شر کے اس سیلاب کے سامنے گھر کے ماحول میں کچھ پابندی نہیں ہوتی، ماں باپ بھی بچوں کے سامنے یہ شوق پورا کرتے رہتے ہیں، یہی ماحول رفتہ رفتہ ایسے افراد تشکیل دیتا ہے جنہیں ہم بعد میں چور، ڈاکو، قاتل، اغوا کار اور جنسی وحشی کی شکل میں دیکھتے ہیں۔ اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ فحاشی، عریانی اور بے حیائی کے اَخلاقی بگاڑ میں پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کا بھی بڑا حصہ ہے، یہ میڈیا ملکی عوام کی اکثریت کے بود و باش، احساسات وخیالات اور دینی وتہذیبی اقدار وروایات کو زیادہ خاطر میں نہیں لاتا، اس کے مقابلے میں مغربی تغیرات، وہاں کے خیالات اور کلچر کو بہت زیادہ پذیرائی دیتا ہے۔ ہمارا میڈیا عموماً معاشرے کی خوبیوں کے بجائے صرف فیشن کی چمک دمک اور عریانی و بے حیائی کے اَخلاق سوز مناظر دکھاتا ہے۔

(ماہنامہ البلاغ، دسمبر ۲۰۲۰ء، اداریہ کا خلاصہ)

بے حیائی کی وجہ سے رزق سے محرومی: حدیث شریف ہے: اِنَّ الرَّجُلَ لَيُحْرَمُ الرِّزْقَ بِالذَّنْبِ يُصِيْبُهُ (مشکوٰۃ: (قدیمی)؛ ص۴۱۹) کہ انسان اپنے گناہوں کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔ رات دن بے حیائی کی وجہ سے آج کل کتنے لوگ رزق کے لئے پریشان ہیں، آئے روز مہنگائی بڑھ رہی ہے لیکن ہم ان خرافات کو چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہیں، بجائے اس کے کہ توبہ کرتے، مزید بے حیائی بڑھ گئی۔ موبائل کی اکثر دکانوں پر فلمیں اور گانے لوڈ کرنے کے لئے کمپیوٹر رکھے ہوتے ہیں، گندی سی ڈی بیچتے ہیں یا گندی ویب سائٹس فراہم کرتے ہیں، اس کی نگرانی کرتے ہیں اور اس سے پیسہ کماتے ہیں۔ کاش! یہ لوگ مفتی صاحبان سے پوچھیں کہ یہ کمائی جائز ہے یا نہیں؟

حیا کا حق کیا ہے؟ میرے شیخؒ نے فرمایا کہ جو ظالم اپنے نفس دشمن کو مزہ دے اور اپنے پالنے والے کو ناراض کرے آپ خود فیصلہ کرلو کہ کیا یہ بندہ شریف ہے جو عورتوں کو، کسی کی بہن بیٹی یا کسی کے بیٹے کو دیکھ کر حرام لذت حاصل کرے؟ اس کے اندر کتنی شرم وحیا ہے، کتنی انسانیت ہے اور کتنی شرافت ہے؟ اسی لئے محدثِ عظیم ملّا علی قاریؒ نے عجیب بات فرمائی کہ حیا اور شرم کی حقیقت کیا ہے؟ کیسے معلوم ہو کہ یہ بندہ شرم والا ہے، بے حیا، بے غیرت اور کمینہ نہیں ہے، تو فرماتے ہیں:

((فَاِنَّ حَقِيْقَةَ الْحَيَاءِ اَنَّ مَوْلَاكَ لَا يَرَاكَ حَيْثُ نَهَاكَ))

(مرقاۃ المفاتیح: (رشیدیہ)؛ کتاب الایمان؛ ج۱ ص۱۳۵)

حیا کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اپنی نافرمانی میں مبتلا نہ دیکھے، بس یہ بندہ حیا والا ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: اللہ سے ایسی

حیا کرو جیسی اس سے حیا کرنی چاہیے۔ مخاطبین نے عرض کیا: الحمدللہ! ہم اللہ سے حیا کرتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ نہیں (یعنی حیا کا مفہوم اتنا محدود نہیں ہے جتنا کہ تم سمجھ رہے ہو) بلکہ اللہ سے حیا کرنے کا حق یہ ہے کہ سر اور سر میں جو افکار و خیالات ہیں ان سب کی نگہداشت کرو، اور پیٹ کی اور جو کچھ اس میں بھرا ہے ان سب کی نگرانی کرو (یعنی بُرے خیالات سے دماغ کی اور حرام و ناجائز غذا سے پیٹ کی حفاظت کرو) اور موت اور موت کے بعد قبر میں جو حالت ہوتی ہے اس کو یاد کرو اور جو شخص آخرت کو اپنا مقصد بنائے گا وہ دنیا کی آرائش و عشرت سے دستبردار ہو جائے گا اور اس چند روزہ زندگی کے عیش کے مقابلہ میں آگے آنے والی زندگی کی کامیابی کو اپنے لئے پسند اور اختیار کرے گا۔ پس جس نے یہ کیا، سمجھو کہ اللہ تعالیٰ سے حیا کرنے کا حق اس نے ادا کیا۔

(معارف الحدیث ج۲ ص۱۸۶)

خواتین کے لئے عظیم فتنہ: حدیث شریف میں روایت ہے: "اَلنِّسَاءُ حَبَائِلُ الشَّیْطَانِ" (مشکوٰۃ: (قدیمی): ص ۴۴۴) عورتیں شیطان کے جال ہیں (جن کے ذریعہ شیطان مردوں کا شکار کرتا ہے)۔

اس لئے عورت کو شیطان کا جال بننے سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ وہ دینِ اسلام میں دیئے گئے نظامِ عفت کو پوری طرح اختیار کرے، خاص طور پر عورتوں سے متعلق جو پردے کے احکام وارد ہوئے ہیں، ان کی مکمل پاسداری کرے، اپنے آپ کو فیس بک، یوٹیوب جیسی خرافات سے بچائے۔

خواتین میں بے لگام آزادی کا بڑا سبب: آج کل خواتین بھی اسمارٹ فون کے غلط استعمال میں مبتلا ہیں، حالانکہ ان کو اسمارٹ فون کی کچھ بھی ضرورت نہیں ہے اور اس سے بہت نقصانات ہو رہے ہیں۔ گناہوں میں ملوث ہو رہی ہیں لیکن چھوڑنے کو تیار نہیں، حالانکہ مشاہدہ کی بات ہے کہ اس موبائل اور میڈیا سے بے لگام آزادی ملتی ہے۔ سو سال پہلے حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے فرمایا تھا کہ مخلوط تعلیم آزادی دلاتی ہے، حریت پسندی سکھاتی ہے، آج یہی حالات ہیں کہ عورت کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ میں جہاں جاؤں کوئی پوچھنے والا نہ ہو، جو کماؤں اس کا کوئی حساب کتاب نہ لے، غیر شرعی تقریبات میں جاؤں، جو چاہے کروں، حتیٰ کہ طلاق دینا بھی میرے ہاتھ میں ہو۔ یہ سب چیزیں کہاں سے سیکھ رہی ہیں؟ وجہ یہی ہے کہ آج چار دیواری میں رہتے ہوئے بے پردگی ہو رہی ہے۔ والدین اولاد کو مخلوط تعلیم گاہوں میں پڑھا رہے ہیں، بیٹی آدھی رات کو کلاس فیلو کے ساتھ گھر آرہی ہے، یا ملازم ہے تو افسر کے ساتھ آرہی ہے۔

کئی نیک خواتین موبائل کی وجہ سے برباد ہوئیں: شیخ موبائل سے منع کرے تو اس کو نصیحت کرتی ہیں کہ موبائل سے کیوں منع کرتے ہیں؟ مہنگا موبائل کیوں نہ لوں؟ شیخ اس لئے منع کرتا ہے کہ اس کے پاس رات دن موبائل اور نیٹ کی تباہ کاریوں کی خبریں آتی ہیں۔ کتنی نیکی کی طرف چلنے والی خواتین اور بچیاں موبائل لے کر تباہ ہوگئیں، لہٰذا شیخ کا شیخ نہیں بننا چاہیے کہ کیوں منع کر رہے ہیں؟ ایسے لوگوں کو شیخ سے تعلق ہی نہیں رکھنا چاہیے جو شیخ کے بھی شیخ بنے ہوئے ہیں۔ جو شیخ ہر بیان میں کہے کہ حلال نعمت خوب استعمال کرو تو کیا وہ حلال کو منع کرے گا؟ کہتی ہیں کہ نیٹ کی وجہ سے کال سستی پڑتی ہے، اس لئے ہمیں اسمارٹ فون چاہیے۔ یہ بتاؤ! نیٹ کب آیا؟ دس سال سے زیادہ پرانی بات نہیں ہے۔ جس طرح پہلے کال مہنگی تھی تو اس وقت کیا کرتے تھے؟ مختصر بات کرتے تھے، بس خیریت معلوم کرتے تھے، وہی اب بھی کرو۔

جائز چیز جب گناہوں کا سبب بن جائے تو شیخ کیا حکم دے؟ کیا لیپ ٹاپ کا استعمال جائز نہیں ہے؟ لیکن اسی لیپ ٹاپ کے بارے میں جب ہمارے پاس خطوط آئیں کہ میں روز توبہ کرتا ہوں، روز گناہوں میں ملوث ہو جاتا ہوں، تو کیا میں کہوں گا کوئی بات نہیں، لیپ ٹاپ استعمال کرتے رہو۔ اگر کسی کے کالج میں مخلوط تعلیم ہے، اب وہ شیخ کو لکھ کر دے رہا ہے کہ میں زنا میں مبتلا ہو جاؤں گا تو کیا میں کہوں گا کہ کالج میں پڑھتے رہو، نعوذباللہ! بلا سے زنا میں مبتلا ہو جاؤ۔ اپنے شیخ عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحبؒ کی نصیحت نقل کرتا ہوں کہ جہاں تک شرعی مسئلہ کا تعلق ہے تو صاف بات ہے کہ صرف اور صرف مفتی حضرات جو فرمائیں گے، ہم آپ اس پر عمل کریں گے۔ ہم سچ بات مفتی صاحب کو بتائیں کہ ہمارا مخلوط تعلیم کے ماحول میں یہ حال ہے۔ یہ کیسی بدتمیزی ہے کہ خود گناہوں میں ڈوبے ہوئے ہیں اور جو آپ کو اس آگ سے بچانے کی فکر کر رہا ہے، اسی کو کہا جاتا کہ کیوں منع کرتے ہو، جاؤ پھر کہیں اور جاؤ، ہم نے تو آپ کو نہیں بلایا۔

جائے جسے مجذوب نہ زاہد نظر آئے
بھائے نہ جسے رند وہ پھر کیوں اِدھر آئے
فرزانہ جسے رہنا ہو جائے وہ کہیں اور

دیوانہ جسے بننا ہو وہ بس اِدھر آئے
سو بار بگڑنا جسے منظور ہو اپنا
وہ آئے اِدھر اور بچشم و بسر آئے

اسمارٹ فون کی خواہش: اگر اپنے نفس کی بات ماننی ہے، اللہ اور اس کے رسول کی بات نہیں ماننی، اور جو شیخ شریعت کی بات بتا رہا ہے، آپ کو اللہ کے لئے سمجھا رہا ہے لیکن آپ کو گناہوں کی لت کی وجہ سے سمجھ ہی نہیں آرہا، یہ تو ایسا ہی ہے جیسے بچہ روتا ہوا باپ کے ساتھ گھر میں آیا تو بیوی نے پوچھا کہ سرتاج یہ کیوں رو رہا ہے؟ کہا میں جوڑیا بازار گیا تھا، وہاں یہ زہر لینے کی ضد کر رہا تھا، پانچ روپے کی بوتل میں زہر تھا، میں اس کو کہہ رہا تھا کہ پانچ نہیں دس روپے کا جوس پی لو، یہ نہیں مان رہا تھا تو میں نے ایک طمانچہ مار دیا۔ بیوی نے کہا کہ ایک میری طرف سے بھی مارنا چاہیے تھا۔ اسی طرح شیخ منع کر رہا ہے، سمجھا رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ نے گناہ سے منع فرمایا ہے، یہ گناہ زہر ہیں، ہم انہیں جوس سمجھ رہے ہیں۔ اولاد موبائل کے لئے ضد کرتی ہے تو ہم اس کی ضد پوری کر دیتے ہیں لیکن نماز نہ پڑھے تو اس کی فکر نہیں ہوتی۔

ایک خاتون بہت تقویٰ والی ہیں، ایک مرتبہ شوہر کا موبائل استعمال کرتے ہوئے کوئی بٹن دب گیا، اچانک نامحرم کی تصویر سامنے آگئی، اس کی وجہ سے وہ کھانا نہیں کھا سکیں، ایک گھنٹے تک روتی رہیں کہ میری نظر تصویر پر کیسے پڑ گئی؟ اسی لئے کہتا ہوں کہ احتیاط کریں، یہ بڑے موبائل، نیٹ وغیرہ خطرناک چیزیں ہیں، میرے شیخ ؒ بار بار فرماتے تھے عورتوں نے چوڑیاں توڑ دیں یعنی گناہ چھوڑ دیے اور مَردوں سے آگے نکل گئیں، ہم مَردوں نے چوڑیاں پہنی ہوئی ہیں یعنی گناہ نہیں چھوڑتے۔

موبائل کی خاطر شیخ سے بدگمانی: ایک خاتون نے خط میں پوچھا کہ ایک اور خاتون کو تو آپ نے موبائل کی اجازت دے دی اور مجھے منع کر دیا، پھر کئی جگہ اپنی سہیلیوں میں میری شکایت بھی کی کہ دیکھو! شیخ مجھے موبائل سے منع کر رہے ہیں اور فلاں کو اجازت دے دی۔ یہ بھی شیخ پر اعتراض اور بدگمانی ہے اور بدگمانی سے اللہ کا راستہ طے نہیں ہوتا۔ حقیقت یہ تھی کہ جس خاتون کو اجازت دی ان کے شوہر کے ساتھ بہت اختلافات بڑھ گئے تھے، ایک شرعی عذر کی وجہ سے اس شرط پر اجازت دی کہ ہر ہفتہ خط میں اطلاع کریں۔ شیخ کی طرف سے موبائل استعمال نہ کرنے کی ہدایت پر یہ تمہارا جوش صرف نفس کی خواہش پوری نہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ اسی جوشِ نفس کی وجہ سے بیوی شوہر سے، اولاد ماں باپ سے لڑ پڑتی ہے۔

ان گنت حلال نعمتوں کو چھوڑ کر حرام کی خواہش کرنا: قرآن وحدیث کی بات ان کو سمجھ میں نہیں آتی، بلکہ الٹا سمجھتے ہیں کہ شیخ ہمارا دشمن ہے کیونکہ مہنگے موبائل سے منع کر رہا ہے، لیپ ٹاپ سے بھی منع کر رہا ہے، ٹیبلیٹ سے بھی منع کر رہا ہے۔ اچھا بھئی! جو حلال چیزیں ہیں پہلے وہ تو گن کے دکھاؤ، جو اللہ کی نعمتیں ہمارے اوپر ہیں پہلے ان کو تو گن کے دکھاؤ۔ جو جائز چیز گناہوں کا سبب بن جائے تو کون اس کی اجازت دے گا؟ میں سب خواتین کے لئے نہیں کہتا، لیکن بعض واقعات احقر کو پتا چلے، کئی خواتین کو طلاق ہوگئی مگر پھر بھی حرام لذت چھوڑنے کو تیار نہیں۔ ایسے واقعات جان کر بہت غم ہوتا ہے کہ شوہر رات کو اُٹھا تو پتا چلا بیوی چھپ کر موبائل پر کسی سے باتیں کر رہی ہے، موبائل چھینا تو نامحرم سے بات کر رہی تھی، اسی طرح بیوی نے شوہر کو اجنبی عورت سے باتیں کرتے ہوئے پایا۔ حلال نعمت موجود ہے، شریعت نے جن چیزوں کی اجازت دی ہے، وہ استعمال کر سکتے ہیں لیکن ظاہر بات ہے کہ نفس وشیطان تو حرام چیز ہی کو مزیدار دکھاتے ہیں، وہ چاہتے ہیں اللہ ہم سے راضی نہ ہو۔ پہلے جب موبائل نہیں تھے تو یہ حرام تعلقات خط کے ذریعہ ہوتے تھے، اب یہ ایجادات آگئی ہیں تو شیطان بھی اس راستے سے ورغلاتا ہے۔ اکثر خواتین تو شیخ سے پوچھتی ہی نہیں کہ بڑا موبائل لوں یا نہیں؟ پتا ہے کہ شیخ منع کر دے گا، پوچھے گا کہ آپ کو اسمارٹ فون کی کیا ضرورت ہے؟ جو بچیاں دیندار ہیں، عالمہ، حافظہ، قاریہ بن رہی ہیں، ان کا بڑے موبائل سے کیا واسطہ ہے؟

خدارا اپنی بیویوں کو اسمارٹ فون ہرگز نہ دیں: کتنے واقعات ہیں کہ تین بجے رات کو بیوی ویڈیو گیم کھیل رہی ہے، فلمیں دیکھ رہی ہے یا سہیلی سے دوسرے ملک باتیں کر رہی ہے، یا نامحرم سے بات کر رہی ہے، جھگڑا ہوا اور بات بڑھ گئی، طلاق ہوگئی۔ اب ہم یہ واقعات دیکھیں یا آپ کی باتوں کو دیکھیں۔ خدارا! ہم لوگ اور ہماری خواتین اس دلدل سے نکلیں، دن بدن ہماری بیٹیاں موبائل کے اس بھنور میں پھنستی جا رہی ہیں۔ کتنی شادی شدہ عورتیں موبائل کی وجہ سے دوسرے مَردوں کے چکر میں پڑ کر اپنے چھوٹے چھوٹے، دودھ پیتے بچوں کو چھوڑ کر اس کے ساتھ بھاگ گئیں، اپنی اور خاندان کی عزت خاک میں ملا کر اپنے بچوں کا مستقبل بھی برباد کر دیا۔

(جاری ہے)

مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی کے

دعوتی و تبلیغی اسفار

مولانا قاری محمد عبداللہ، بنوں:

مولانا قاری محمد عبداللہ امیر جمعیت علماء اسلام بنوں ڈیرہ اسماعیل خان اور ڈیرہ غازی خان کے سنگم میں واقع بستی بزدارے میں پیدا ہوئے۔ بعدازاں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، جامعہ اشرفیہ لاہور میں زیر تعلیم رہے، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی سے کیا۔ دوران تعلیم انہیں استاذ العلماء حضرت مولانا مفتی محمد حسن امرتسریؒ، مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مولانا محمد مالک کاندھلویؒ، مولانا رسول خانؒ کی صحبتیں نصیب ہوئیں۔ دارالعلوم حقانیہ کے اکابر علماء کرام کی رفاقتوں اور تربیت نے انہیں سیاست کے اسرار ورموز سے آگاہ کیا اور علوم ومعارف سے مالا مال کیا، جبکہ دورۂ حدیث شریف میں شیخ الاسلام حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مفتی اعظم مولانا مفتی ولی حسن ٹونکیؒ اور جامعہ کے اساتذۂ کرام نے احادیث نبویہ کی فیوض وبرکات سے مالا مال کیا۔ آپ سبعہ عشرہ کے قاری تھے۔ فراغت کے بعد آپ جامعہ حقانیہ میں تجوید وقرأت کے شعبہ کے نگران مقرر کئے گئے۔ مرکز اسلامی بنوں میں مولانا سید نصیب علی شاہؒ کے زیر نگرانی تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، اس دوران ایک بڑی مسجد میں خطابت سے عوام وخواص کو دینی احکام وفرائض سے آگاہ کرتے رہے۔ سیاسی طور پر جمعیت علماء اسلام سے وابستہ رہے۔ اس دوران حافظ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستیؒ، مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مجاہد ملت مولانا غلام غوث ہزارویؒ سمیت جمعیت علماء اسلام کے خورد وکلاں کی صحبت سے فیضیاب ہوتے رہے۔ کتب بینی اور مطالعہ کے ازحد شوقین تھے، جب کسی نئی کتاب کا پڑھتے یا سنتے تو فوراً اس کے حصول کی کوشش کرتے، راقم نے ان کی لائبریری دیکھی ہزاروں کتابوں پر مشتمل ہے۔ راقم جب کوئی نئی کتاب چھاپتا تو فوراً فون کرتے، چنانچہ خطیب پاکستان مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی سوانح پر ''القاسم'' ترجمان جامعہ ابوہریرہ نوشہرہ میں تبصرہ پڑھا تو فون کیا کہ ''ایک نمبر شجاع آبادی کی سوانح چاہئے'' راقم نے جواب میں کہا کہ لکھنے والا ابھی ایک نمبر ہے تو ہنس پڑے۔ راقم نے کہا کہ کتاب بنوں میں ملے گی۔ فرمایا: کیسے ملے گی؟ چونکہ راقم نے چند دن کے بعد بنوں کا سفر کرنا تھا تو ان کے دولت خانہ پر کتاب پیش کی بہت خوش ہوئے، غرضیکہ اکابرین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ، حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا غلام غوث ہزارویؒ، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ اور دیگر عمائدین سے والہانہ عقیدت ومحبت رکھتے تھے۔ جمعیت علماء اسلام تو ان کی اپنی جماعت تھی جس کے وہ ضلعی امیر تھے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور عقیدۂ ختم نبوت اور تحریک ختم نبوت سے ان کی عقیدت ومحبت انتہائی والہانہ تھی۔ تحریک ختم نبوت ۱۹۷۴ء میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ نیز ۱۹۸۴ء میں اپنے ہمعصروں سے کم نہیں رہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور جمعیت علماء اسلام سے ہی تعلق رہا۔ عمر تقریباً اسی سال تھی۔ ۲۴ر جنوری کو ان کی وفات ہوئی، اگلے دن ۲۵ر جنوری کو ان کے فرزند ارجمند مولانا عطاء اللہ کی امامت میں نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں ہزاروں افراد نے شرکت کی۔

مولانا عبدالحمید بہلویؒ شجاع آباد:

موصوف ہمارے حضرت شیخ التفسیر، مرشد العلماء حضرت اقدس مولانا محمد عبداللہ بہلویؒ کے ہمشیر زاد اور داماد تھے، ابتدائی اور وسطانی تعلیم دارالعلوم کبیر والا سے حاصل کی، اس زمانہ میں دارالعلوم کبیر والا کا طوطی بولتا تھا۔ بانی دارالعلوم حضرت مولانا عبدالخالق فاضل دیوبند المعروف حضرت صدر صاحبؒ، مولانا منظور الحقؒ، مولانا ظہور الحقؒ، حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، حضرت مولانا صوفی محمد سرورؒ، حضرت مولانا مفتی علی محمدؒ تدریس کے فرائض ادا فرما رہے تھے، ان حضرات سے فیوض و برکات حاصل کیں، جبکہ دورۂ حدیث جامعہ مخزن العلوم خانپور سے کیا۔ جس کے بانی حضرت درخواستیؒ تھے۔ حضرت درخواستیؒ کے ہاں حضرت مولانا واحد بخشؒ حضرت درخواستیؒ کے بھائی حضرت مولانا عبدالرحیم درخواستیؒ اور مخزن کے دیگر اساتذۂ کرام سے احادیث نبویہ کی تعلیم حاصل کی۔ مخزن کی تعلیم کے زمانہ میں حضرت

درخواستیؒ کے آبائی علاقہ ’’درخواست‘‘ میں دو سال تک جمعۃ المبارک کا خطبہ دیتے رہے۔ حضرت بہلویؒ نے اشرف العلوم کی بنیاد شجاع آباد میں رکھی اور ایک عرصہ تک خود ہی تدریس وتزکیہ کے فرائض سر انجام دیتے رہے۔ جب مولانا عبدالمجید اور حضرت مولانا عبدالحئی فرزند حضرت بہلویؒ دورۂ حدیث کر کے فارغ ہوئے تو حضرت بہلویؒ نے اپنے تعاون کے لئے دونوں کو مدرسہ اشرف العلوم میں اپنا معاون رکھ لیا۔ ایک عرصہ تک مدرسہ مذکورہ میں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ مولانا عبدالحمیدؒ نے تین نکاح کئے۔ پہلا نکاح حضرت بہلویؒ کی صاحبزادی سے جس سے دو بیٹے ہوئے، مولانا عطاء الرحمٰنؒ جو چند سال پہلے ایک روڈ ایکسیڈنٹ میں فوت ہوئے، دوسرے بیٹے مولانا فضل الرحمٰن ہیں، جو اپنا ادارہ چلا رہے ہیں۔ حضرت درخواستیؒ کی صاحبزادی سے مولانا سیف الرحمٰن بہلویؒ ہیں جو جامع مسجد الصادق بہاولپور میں امامت وخطابت کا فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔ تیسری اہلیہ محترمہ سے قاری جمیل الرحمٰن سمیت چھ بیٹے ہوئے۔ قاری جمیل الرحمٰن ایک عرصہ تک مدرسہ اشرف العلوم میں تدریس ونظم میں خدمت سرانجام دیتے رہے۔ حضرت بہلویؒ کے چھوٹے فرزند ارجمند مولانا عزیز احمد بہلویؒ کی وفات کے بعد حضرت مذکور کے فرزندان گرامی تدریس وتزکیہ اور انتظام کے قابل ہوئے تو موصوف نے بڑی نہر پر مدرسہ اشرف العلوم سے چند فرلانگ کے فاصلہ پر اپنا علیحدہ ادارہ قائم کرلیا۔ مولانا عبدالحمیدؒ کی وفات سے دو سال پہلے مخزن العلوم خانپور چلے گئے، جہاں تعلیم وتدریس کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ آپ تدریس کے علاوہ جمعیت علماء اسلام کے پلیٹ فارم سے سیاسی فرائض سر انجام دیتے رہے۔ ۱۹۷۴ء، ۱۹۸۴ء کی تحریکہائے ختم نبوت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا، اور ایسے ہی ۱۹۷۷ء کی تحریک نظامِ مصطفیٰ میں بھرپور حصہ لیا، ۱۹۹۵ء میں انتقال ہوا۔

ڈاکٹر محمد اسلم شجاع آباد: حاجی رحیم بخش شجاع آباد سے تقریباً ۱۴ کلومیٹر جلال پور پیر والا روڈ پر رہتے تھے۔ ہمارے مولانا عبدالرحیمؒ کی تعلیم وتعلم کا سبب بھی حاجی صاحب موصوف بنے۔ حاجی صاحب عام طور پر جمعہ خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ کی اقتدا میں شجاع آباد میں پڑھتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک نوجوان کو اپنے ساتھ جمعہ پڑھنے کے لئے لائے، تو حضرت قاضی صاحبؒ نے فرمایا کہ یہ نوجوان ہمیں دے دیں۔ ہم اسے دینی تعلیم دلوائیں گے، چنانچہ ۱۹۴۳ء میں حاجی رحیم بخشؒ نے نوجوان عبدالرحیم کو قاضی صاحبؒ کے سپرد کردیا۔ قاضی صاحبؒ نے مولانا محمد علی جالندھریؒ کے قائم کردہ مدرسہ جامعہ محمدیہ سراجاں مسجد ملتان میں داخل کرادیا۔ نوجوان نے چار پانچ سال میں درسِ نظامی کی موقوف علیہ تک جامعہ محمدیہ ملتان میں تعلیم حاصل کی۔ دورۂ حدیث شریف جامعہ خیر المدارس میں ۱۹۴۷ء میں کیا۔ حاجی رحیم بخشؒ کی پانچ بیٹیاں تھیں، بڑی بیٹی نوجوان عبدالرحیم جواب تک مولانا عبدالرحیم اشعر بن چکے تھے کو نکاح میں دے دی۔ حاجی صاحب کی ایک بیٹی ڈاکٹر محمد اسلم کے نکاح میں آئی۔ ڈاکٹر محمد اسلم بھی حاجی صاحب کے قریبی عزیزوں میں سے تھے۔ ایم بی بی ایس تو نہیں تھے لیکن ایک ڈاکٹر کے ساتھ شجاع آباد میں ڈسپنسر کی حیثیت سے کام کرتے کرتے تجربہ کار ہوگئے۔ راقم کے بھائی محمد اسحاق کے ساتھ قریبی مراسم تھے۔ موصوف کی دو شادیاں تھیں۔ حاجی رحیم بخشؒ کی صاحبزادی حاجی صاحب کے نام سے موسوم کنڈا رحیم بخشؒ میں رہتی تھی، دوسری اہلیہ شجاع آباد میں قیام پذیر تھیں۔ موصوف صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ اپنی استطاعت کے مطابق دینی اداروں کے ساتھ مالی تعاون کرتے۔ جمعرات ۲۵؍جنوری ۲۰۲۴ء کو شام کو کنڈا رحیم بخش سے شجاع آباد کے لئے موٹر سائیکل پر روانہ ہوئے۔ گھر کے سامنے گلی میں دل کا دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا۔ اگلے دن ۲۶؍جنوری کو ان کی نماز جنازہ کنڈا رحیم بخش کے علاقہ میں ادا کی گئی، جس میں ہزاروں لوگوں نے شرکت کی۔ راقم الحروف نے اپنے فرزند ارجمند احسان احمد اور اپنے ایک عزیز حافظ محمد صادق، برادرم ڈاکٹر محمد اسحاق، برادرزادہ ڈاکٹر محمد کاشف کی معیت میں شرکت کی۔ موصوف کی عمر ۶۸ سال تھی، اللہ پاک ان کی خطاؤں سے درگزر فرمائیں اور حسنات کو قبول فرمائیں۔

مولانا محمد اکرم کشمیریؒ لاہور: مولانا محمد اکرم کشمیریؒ باغ آزاد کشمیر کے رہنے والے تھے۔ جامعہ اشرفیہ میں تعلیم کے لئے آئے، جامعہ اشرفیہ کے شیخین حضرت مولانا رسول خانؒ، حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، حضرت مولانا عبیداللہ اشرفیؒ جیسے شیوخ حدیث سے احادیث نبویہ کے اسباق پڑھے اور فراغت کے بعد جامعہ میں استاذ مقرر ہوگئے۔ تقریباً پچاس سال تدریس اور جامعہ کی خدمت میں گزار دیئے۔ جامعہ کے ترجمان ماہنامہ الحسن کے تقریباً پینتیس سال

ایڈیٹر رہے۔ مرنجاں مرنج طبیعت کے مالک اور ہنس مکھ مزاج رکھتے تھے۔ جب بھی ان سے ملنے کا موقع ملا ہنستے مسکراتے ملے۔ راقم کی بھی ان سے دوستی ہوگئی۔ راقم ان سے ملے بغیر کبھی جامعہ سے واپس نہیں آیا۔ جب بھی ملے، راقم کو دیکھتے ہی فرماتے کہ انٹرنیشنل آگئے۔ راقم کہتا کہ ہم تو انٹرنیشنل نہیں، نیشنل اور چھوٹے لوگ ہیں۔ بہرحال! ان کی یادیں تاحیات رہیں گی۔ عمر اسّی سال کے قریب ہوگی۔ نصف صدی سے زیادہ جامعہ کی خدمت کی۔ کچھ عرصہ سے بستر علالت پر تھے۔ جامعہ میں آنا جانا بھی منقطع ہوچکا تھا۔ راقم نے ۲۳؍فروری ۲۰۲۴ء کے جمعۃ المبارک کا وعدہ حافظ آباد کیا ہوا تھا، معلوم ہوا کہ مولانا مالک حقیقی سے جاملے اور تین بجے ان کی نماز جنازہ جامعہ میں ادا کی جائے گی۔ راقم حافظ آباد سے کسی طرح نہیں پہنچ سکتا تھا تو معلوم ہوا کہ جامعہ کے موجودہ مہتمم استاذ العلماء مولانا فضل رحیم اشرفی دامت برکاتہم نے جامعہ میں نماز جنازہ پڑھائی۔ جنازہ میں ہزاروں مسلمانوں نے شرکت کی۔ انہوں نے پسماندگان میں تین بیٹے سوگوار چھوڑے۔ آپ کی تدفین اچھرہ لاہور کے قبرستان میں عمل میں لائی گئی۔ اللہ پاک انہیں کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں۔ آمین۔

مولانا قاری غلام جعفرؒ، اٹھارہ ہزاری جھنگ

مولانا قاری غلام جعفرؒ اٹھارہ ہزاری جھنگ ملک کے نامور خوش الحان خطیب تھے۔ آپ نے تعلیم دارالعلوم کبیر والا سے حاصل کی۔ دارالعلوم میں اس وقت استاذ جی حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانویؒ، حضرت مولانا منظور الحقؒ، مولانا ظہور الحقؒ، حضرت مولانا مفتی علی محمدؒ جیسی عظیم شخصیات تعلیم و تدریس کے فرائض سرانجام دے رہی تھیں۔ ایسی شخصیات کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کئے۔ فراغت کے بعد دارالعلوم محمدیہ اٹھارہ ہزاری میں تدریس کے فرائض سرانجام دینے لگے۔ دارالعلوم محمدیہ کے بانی ہمارے حضرت بہلویؒ کے خلیفہ مولانا حکیم عبداللطیفؒ تھے اور انہوں نے یہ ادارہ دین پور شریف خانپور کے بانی حضرت مولانا غلام محمد دین پوریؒ کے نام سے معنون کیا۔ مولانا غلام جعفر تقریباً تیس پینتیس سال یہاں تدریس کے فرائض سرانجام دیتے رہے، چونکہ خوش الحان خطیب بھی تھے تو قرب و جوار کے مسلمان انہیں تبلیغی پروگراموں میں دعوت دیتے جس سے تعلیم کا حرج ہوتا۔ غالباً ۲۰۱۱ء سے اپنے آپ کو دعوت وتبلیغ کے لئے وقف کردیا۔ اصلاحی تعلق جامعہ حنفیہ قادریہ ملتان کے بانی حضرت مولانا محمد نواز نقشبندی مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت اقدس مولانا عبدالحی بہلویؒ نقشبندی سے تھا اور آپ سے مجاز بھی ہوئے نیز اپنے شیخ کے مدرسہ کی شوریٰ کے

مولانا محمد ابراہیم، اُچ شریف

مولانا محمد ابراہیم اُچ شریف ایک جانباز اور متحرک عالم دین تھے۔ عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے ہروقت کمربستہ رہتے۔ آپ نے دارالعلوم کبیر والا، جامعہ قاسم العلوم ملتان میں ابتدائی اور وسطانی تعلیم حاصل کی، جبکہ دورۂ حدیث شریف جامعہ مفتاح العلوم حیدرآباد سے کیا۔ تینوں مدارس میں جید علماء کرام کے زیر تعلیم وتربیت رہے۔ فراغت کے بعد اُچ شریف میں مدرسہ خلفاء راشدین کے نام سے بنین کا مدرسہ قائم کیا۔ بعدازاں بنات کا سلسلہ بھی علیحدہ قائم کیا۔ بنین میں ۲۸۰ طلبا اور بنات میں ۳۴۰ طالبات زیر تعلیم ہیں۔ بنین کا ادارہ ۱۹۹۸ء میں قائم کیا، جبکہ بنات کا مدرسہ ۲۰۰۴ء میں شروع کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اُچ شریف کے مسؤلین میں سے تھے۔ اُچ شریف میں ہمارے ضلعی مبلغ مولانا محمد اسحاق ساقی سلمہ کے میزبان تھے۔ راقم بھی سال میں ایک مرتبہ حاضری دیتا رہا۔ ان کے بنین کے ادارہ میں ایک وسیع وعریض مسجد بھی قائم کی۔ اُچ شریف کے قریب بستی شکرانی میں قادیانیوں کی سرگرمیاں ہیں، مجلس کے زیر اہتمام ہر سال ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوتی ہے۔ جس کے منتظمین میں آپ سرفہرست ہوتے تھے۔ چندماہ پہلے فالج کا اٹیک ہوا، جس سے زبان متاثر ہوئی۔ چلنا پھرنا برقرار رہا۔ ۱۵؍فروری اٹیک ہوا، بہاولپور کے وکٹوریہ ہسپتال کے لئے جارہے تھے۔ اہلیہ سے فرمایا کہ میرے مرنے کے بعد کسی قسم کا بین اور جزع فزع نہیں کرنا، بڑے بیٹے مولانا محمد طاہر سے فرمایا کہ میرے جنازہ میں تاخیر نہیں کرنا، چنانچہ ۱۵؍فروری ۲۰۲۴ء ایک بج کر چالیس منٹ پر ’’سلام علی ابراھیم‘‘ پڑھتے ہوئے ابراہیم نے اس دنیا سے کوچ فرمایا اور سات بجے بعد نماز مغرب ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ جس میں کثیر تعداد میں مسلمانوں نے شرکت کی اور انہیں مولانا اللہ بخش صدیقی، مولانا محمد اسماعیل قاسمیؒ، علامہ ممتاز اعوانؒ کے ساتھ سپرد خاک کیا گیا۔ پسماندگان میں بیوہ کے علاوہ دو بیٹے، بڑے بیٹے عالم دین ہیں، چھ بیٹیاں سوگوار چھوڑیں۔ تین بیٹیاں عالمہ قاریہ ہیں اور بنات کے مدرسہ میں تعلیم وتعلم کا فریضہ سرانجام دے رہی ہیں۔ (مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی)

ممبر بھی تھے۔ وفات سے پہلا جمعہ اپنے ایک رفیق درس مولانا محمد ابراہیم کے ہاں G-4/10 اسلام آباد میں پڑھایا، گردوں کے مریض چلے آ رہے تھے۔ ۲۸ر فروری ۲۰۲۴ء کو انتقال فرمایا آپ کی نماز جنازہ آپ کے شیخ مولانا محمد نواز سیال کی اقتدا میں ادا کی گئی، جس میں سینکڑوں سے متجاوز مسلمانوں نے شرکت کی۔ آپ کی وصیت کے مطابق حضرت مولانا حکیم عبداللطیفؒ کے وقف کردہ ذاتی قبرستان کوٹلی باقر شاہ خوشاب روڈ میں عمل میں لائی گئی۔ آپ نے پسماندگان میں چار حافظ قاری فرزندان جن میں سے تین عالم بھی ہیں کے علاوہ بیوہ سوگوار چھوڑے۔ آپ ایک سریلے، رسیلے اور خوش الحان خطیب تھے۔ آپ کی تقاریر عقیدہ توحید، عقیدہ ختم نبوت، اصلاح معاشرہ جیسے موضوعات پر ہوتیں۔ مجلس کی قرب و جوار کی ختم نبوت کانفرنس میں شرکت فرماتے، اللہ پاک آپ کی خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائیں۔ آمین یا الٰہ العالمین۔☆☆

نعمتوں کی ناقدری!

رب العالمین کا فرمان ہے کہ: ''قتل الانسان ما اکفرہ'' (سورۂ عبس) (خدا کی مار ہو کتنا ہی ناشکرا ہے یہ انسان)۔

حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی میں بے شمار نعمتوں کے مالک ہیں اور اکثر نعمتیں ایسی ہیں جن میں بہت سوں کے تو ہم لائق ہی نہیں ہیں، لیکن انسان میں بہت بڑی کمزوری پائی جاتی ہے جسے ''ناشکری'' کہا جاتا ہے۔

اس کی وجہ سے انسان بہت سی حاصل شدہ نعمتوں کی طرف بھی توجہ نہیں کرتا، دلچسپ بات یہ ہے کہ ان حاصل شدہ نعمتوں میں بہت سی ایسی ہیں جن کے لیے انسان اپنے زندگی کے ایک دور تک ہمیشہ آرزو مند رہتا، گڑ گڑا کر دعائیں کرتا، خیالات، سوچ، فکر، امنگ، چاہت اور احساس سب اس نعمت کے حصول کے گرد گھومتے تھے۔ جان بوجھ کر ایسا سوچتا تھا کہ اس نعمت کے حاصل ہونے کے بعد کا منظر کیسا ہوگا وہ کیسا وقت ہوگا اور لوگ نجانے کیا کچھ کہیں گے اور بس زندگی کا نقشہ ہی بدل جائے گا۔ کاش! یہ ہو جائے، کاش یہ مل جائے، کاش یہ اب مل ہی جائے۔ لیکن پھر وہ وقت زندگی میں آ ہی جاتا ہے اور دیر سویر وہ نعمت مل جاتی ہے اور اس ناشکرے کمزور انسان کی خواہش تمنا آرزو پوری ہو جاتی ہے۔

قدرت بھی یہ منظر دیکھنے کو آ جاتی ہے کہ دیکھیں اب اس کا ردعمل کیا آتا ہے اب یقیناً یہ چین سکون اطمینان سے رہ رہا ہوگا اب تو یہ شکر کے گیت گاتا ہوگا لیکن انسان قرآنی گواہی کو سچا ثابت کرتے ہوئے اس موقع پر پھر سے افسردہ حیران پریشان یادوں میں غرق ہوتا نظر آتا ہے اسے جھنجھوڑ کر جب پوچھا جاتا ہے تو وہ کسی اور نعمت کے حاصل کرنے کی تمنا میں مگن ہو کر اپنی اصلیت دکھا دیتا ہے۔

سورۃ عادیات میں رب کا فرمان ہے: ''ان الانسان لربہ لکنود'' (انسان اپنے رب کا بڑا ہی ناشکرا ہے)۔

اس آیت کی تفسیر میں لفظ ''کنود'' سے مراد یہی انسان ہے جو حاصل نعمتوں کو بھول جاتا ہے اور لاحاصل نعمتوں کی یاد میں زندگی گزارتا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ کسی ناقدرے کو کتنا ہی قیمتی تحفہ کیوں نہ دیا جائے وہ اس کی نظر میں بے قیمت ہی رہتا ہے۔ ٹھیک یہی رویہ انسان کا ہے یہ رب کی بہت سی نعمتوں کے لائق ہی نہیں ہے، لیکن رب العالمین اپنے فضل کی بارش کرتا رہتا ہے۔

اگر یہ قدرداں ہوتا تو فضل الٰہی کے ایک ایک لمحے کے بدل اپنا سب کچھ وار دیتا، یہ اس کی ناشکری طبیعت ہی ہے جو اسے فضل عظیم کرنے والی ذات کی قدر سے غافل کیے ہوئے ہے۔

ذرا شکر کی آنکھ کھلے تو یہ دیکھے کتنے بے اولاد ہیں لیکن یہ صاحب اولاد ہے، کتنے بے روزگار ہیں لیکن یہ برسر روزگار ہے، کتنے بے گھر ہیں لیکن یہ ایک چھت تلے زندگی گزار رہا ہے، کتنے معذور ہیں اور یہ دنیا کے پیچھے دوڑ دوڑ کر تھکتا نہیں، کتنے ایسے ہیں جو آنکھ، بال، دل، گردہ، گلا، مثانہ، معدہ، کینسر اور کئی خطرناک اور لاعلاج بیماریوں میں مبتلا ہیں لیکن یہ صحت کی دولت لیے گھوم پھر رہا ہے، کتنے ایسے ہیں کہ مر چکے لیکن یہ اب تک قیمتی سانسوں کا مالک ہے اور اب بھی شکر کی توفیق نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی سوچ اور اپنے رویہ کا از سر نو جائزہ لیں اور ذرا سوچیں کہ کیا کچھ ہے میرے پاس جو بہت سوں کے پاس نہیں ہے اگر انسان اس تجربے سے کامیاب گزرا تو زندگی کا مزہ ہی دوبالا ہو جائے گا۔

(مولانا عبدالمتین، لیاری کراچی)

خوشخبری

گوادر سٹی میں

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوت کے زیرِاہتمام

جامع مسجد خاتم النبیین و مرکزِ ختمِ نبوت گوادر
کے تعمیری کام کا سلسلہ جاری ہے

اہلِ خیر حضرات متوجہ ہوں!

محافظینِ ختمِ نبوت سے اپیل کی جاتی ہے کہ اپنے لیے اور اپنے اہلِ خانہ لواحقین کی طرف سے جامع مسجد خاتم النبیین و مرکزِ ختمِ نبوت گوادر کی تعمیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

محاذِ ختمِ نبوت کے ساتھ تعاون نبی پاک ﷺ کی شفاعت کا بہترین ذریعہ ہے

AALMI MAJLIS TAHAFFUZ KHATM-E-NUBUWWAT

Whatsapp: 03009899402

Easy Paisa: 03333060501

Account # 0010010964710018

(انٹرنیشنل بینک اکاؤنٹ نمبر) IBAN # PK45ABPA0010010964710018

Allied Bank Binori Town Branch Code: 0159 Karachi.